Scanned by CamScanner

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کے افکار کا حقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

بانی مجلس رضا: حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ: حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر: محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

جلد ۲۶۔ جون/جولائی/اگست ۲۰۱۸ء/رمضان المبارک/ذیقعدہ/ذی الحج ۱۴۳۹ھ

شمارہ: ۴۰۔۳۹۔۲۳۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

قیمت فی شمارہ: /60- روپے، سالانہ چندہ /-500 روپے

مرکزی مجلس رضا

خط و کتابت، ترسیل زر اور ملنے کا پتا:

مسلم کتابوی، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

Email:muslimkitabevi@gmail.com, 042-37225605, 0321-4477511

☆☆☆

مگر ہم کہاں کھڑے ہیں؟

(محترمہ ڈاکٹر رضوانہ صاحبہ)

اسلام میں جہاد ہجرت کے بعد سن ۲ ہجری میں فرض ہوا قرآن کریم میں سورۃ انفال آیت ۶۵ میں ارشاد ہوتا ہے کہ یاایھا النبی حرض المومنین علی القتال یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کو جہاد پر ابھاریئے۔ دوسری آیت ۳۹ اسی سورۃ کی بیان ہوتی ہے کہ وقاتلوھم حتی لاتکون فتنہ ویکون الدین کلہ للّٰہ یعنی اور (مسلمانوں) ان کافروں سے لڑتے رہو۔ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کا ہو جائے۔علمائے کرام نے جہاد کی اقسام اس طرح سے بیان فرمائی ہیں۔

(۱) جہاد بالنفس......یعنی شریعت کی طرف سے منع کردہ امور کے خلاف اپنے نفس کو روکے رکھنا، اس میں ہمیں جس قدر بھی مشقت اٹھانی پڑے برداشت کرنا ہے اور اسے ''جہاد اکبر'' بھی کہا گیا ہے۔

(۲) جہاد بالعلم......دنیا کا تمام تر فساد اور شر صرف اور صرف جہالت کا نتیجہ ہے، اس کو دور کرنا نہایت ضروری ہے۔اگر انسان عقل اور شعور رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ دوسروں کو بھی اس سے فیض پہنچائے اور اپنے ماحول پر نظر رکھتے ہوئے علمی انداز میں دین کی دعوت اور تبلیغ کرتا رہے۔ میں سمجھتی ہوں یہ جہاد نتائج اور افادیت کے لحاظ سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔

(۳) جہاد بالقلم......قلم سے جہاد کا مطلب یہ ہے کہ انسان حق باتوں کو اپنے قلم کے ذریعے دوسروں تک پہنچائے اور اس سلسلے میں ہر ممکن کوشش کرے۔

(۴) جہاد بالمال......اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے یعنی جو مال عطا فرمایا ہے اسے حق کی مدد اور نصرت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کے راستے میں خرچ کرنے سے گریز نہ کرے۔

(۵) جہاد بالسیف......یعنی تلوار سے جہاد۔میدان جہاد میں آکر حق کے مخالفین سے رضائے الٰہی کے حصول کے جذبے کے ساتھ لڑنا، کہ سارا دین اللہ کا ہو جائے اور کفر مٹ جائے یا مغلوب ہو کر دنیا میں رہے اور حق کے راستے میں کسی قسم کی رخنہ اندازی کی کوشش نہ کرے، ہمیں قرآن حکیم دیتا ہے کہ وقاتلوھم حتی لاتکون فتنة و یکون الدین کله للّٰه۔اب یہ جو جہاد بالسیف ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) مدافعانہ جہاد......یعنی جب کوئی غیر مسلم قوت کسی مسلمان پر حملہ کردے تو اس کے دفاع میں کیا جانے والا جہاد مدافعانہ کہلاتا ہے۔

(۲) اقدامی جہاد......اگر کوئی مسلم ملک کسی کافر ملک پر حملہ میں پہل کرے تو یہ اقدامی جہاد یا مصلحانہ جہاد کہلائے گا۔

ہم تاریخ پر نظر ڈالیں تو صاف نظر آتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں جہاد کے ہمیشہ سے دیرپا اثرات مرتب رہے ہیں اور مسلمانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوئے ہیں، ان میں سے سب سے اہم ترین فائدہ ''تحفظ دین'' ہے کیونکہ باطل قوتیں اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے سر اٹھائیں تو ان کو جہاد ہی کے ذریعے دبایا جاتا ہے۔یعنی تحفظ دین کے لیے لڑنا بھی جہاد کا ایک اہم ترین فائدہ اور تقاضا ہے۔

اس کے ساتھ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اپنے دین کے تحفظ کے ساتھ ساتھ تحفظ ملک وملت یعنی دفاع وطن کے لئے بھی ایک اہم فائدہ ہے یعنی جب بھی طاغوتی قوتیں ہمارے ملک وملت کے خلاف سر اٹھائیں تو اس وقت ملک وملت کا دفاع وہاں کے باشندوں پر بھی فرض ہو جاتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا تو تبلیغ دین کے سلسلے میں جو باطل قوتیں مزاحمت کرتیں، ان کے خلاف لڑنا بھی جہاد تھا اور جہاد کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو جہاد عزت اور وقار کے ساتھ جینا سکھاتا ہے۔لیکن اس وقار اور عزت کو ہم نے

پس پشت ڈال دیا ہے۔ ہم نے جب سے جہادِ نفس کو چھوڑ دیا ہم میں بگاڑ پیدا ہونا شروع ہوگیا، ہم اپنے نفس امارہ پر قابو حاصل نہیں کر پا رہے۔ دنیا کی عیش و عشرت میں گم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟ ہمارا جینا مرنا صرف آسائش کے لیے ہوتا جا رہا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اب ہم برائی کو ہاتھوں سے کیا روکیں گے، منہ سے کیا بُرا کہیں گے، ہم نے تو برائی کو دل میں بھی بڑا سمجھنا چھوڑ دیا ہے۔ ہم بے حس نہیں بلکہ مردہ ہو چکے ہیں، ہمارے ضمیر اور ہماری روح مردہ ہو چکی ہے اور کافر قوتیں ہم پر ہنس رہی ہیں۔

کفار ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاذ اللہ خاکے بنا رہے ہیں اور ہم اہل مسلم ان کی تاج پوشیاں کر رہے ہیں۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ اب ہم میں جہاد بالقلم کی بھی ہمت نہیں۔ اس وقت تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ ہر سیاسی اور غیر سیاسی پلیٹ فارم سے سخت ترین الفاظ میں بتا دیا جاتا کہ مسلمانوں کی غیرت زندہ ہے۔ مگر ہم کہاں کھڑے ہیں؟

☆ موت سے پہلے حالتِ نزع ☆

(از پروفیسر ڈاکٹر نور احمد نور)

ہمارے ایک حافظ قرآن کی بیوی کو گردن توڑ بخار ہوگیا اور وہ میرے وارڈ میں داخل تھیں۔ علاج سے کافی افاقہ ہو رہا تھا، ایک دن شام کے وقت مجھے وارڈ کی نرس نے ٹیلی فون پر بتایا کہ وہ بی بی اونچے اونچے کلمے پڑھ رہی ہیں، میں گھر سے بھاگا جب وارڈ میں پہنچا، تو وہ اللہ کو پیاری ہو چکی تھیں، یہ مرحومہ نماز، روزے کی پابند اور حافظہ بتائی جاتی تھیں۔

ایک نوجوان دل کے مرض میں میرے پاس زیر علاج تھا۔ میں اسے دیکھنے گیا تو وہ ریڈیو پر گانے سننے میں مشغول تھا۔ مجھے پتا تھا کہ اس کا مرض لا علاج ہے۔ میں نے اسے قرآن پاک پڑھنے کی ترغیب دی تو کہنے لگا کہ میں حافظ قرآن ہوں۔ قرآن بھی پڑھتا ہوں اور گانے بھی سنتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کون سا کام زیادہ کرتے ہو؟ کہنے لگا گانے کو زیادہ وقت دیتا ہوں۔ جب مر رہا تھا تو منہ سے گانے کی آواز آرہی تھی، کلمہ نصیب نہ ہوا۔ کیسی بدنصیبی ہے کہ اللہ کے کلام کو گانے سے کمتر سمجھا تو موت کے وقت کلمہ جیسی عظیم نعمت سے محرومی ہوئی۔

ایک ڈاکٹر آخری وقت میں ریڈرز ڈائجسٹ طلب کر رہا تھا اور ان کی بیگم ان کے پاس کھڑی کلمہ کی تلقین کر رہی تھیں۔ جب وہ فوت ہوگئے تو ان کی بیگم نے بتایا کہ انہیں ریڈرز ڈائجسٹ پڑھنے کا بہت شوق تھا کیونکہ یہ ان کی محبوب چیز تھی، اس لئے موت کے وقت بھی اس کی طلب تھی۔

ایک زمیندار موت کے وقت بار بار یہ دریافت کر رہا تھا کہ بھینس کو چارا ڈالا ہے؟ یہ شکایت جب اس کے رشتہ داروں نے آکر کی تو میں چونک اٹھا اور سمجھ لیا کہ اس کا آخری وقت ہے کیونکہ اس کی ساری زندگی بھینس اور چارے میں گزری ہے، اس لئے مرتے وقت وہی چیز سامنے آئی اور کلمہ سے محروم ہوگیا۔

ایک مریض میرے وارڈ میں داخل تھا۔ اس کا مرض یکدم شدید ہوگیا ہے، میں نے نرس کو ٹیکا لگانے کو کہا، نرس نے ٹیکا لگایا تو اس نے اس نرس کو بہت گندی گالی دی۔ نرس نے دوسرا ٹیکا لگانے سے انکار کردیا تو میں نے ٹیکا لگایا، تو مجھے اور زیادہ گندی گالی دی اور تھوڑی دیر بعد مرگیا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ گالی دینا اس کا تکیہ کلام تھا، ہر بات پر گالی دیتا۔ جس کی وجہ سے موت کے وقت یہی چیز نصیب ہوئی۔

میرے وارڈ میں ایک نوجوان گردے فیل ہونے سے مرا۔ تین دن تک اس پر نزع کی حالت رہی اور اتنی بری موت مرا کہ پچھلے چالیس سال سے میں نے ایسی موت نہیں دیکھی۔ میں ابھی بھی اس کا سوچوں تو مجھے خوف آجاتا ہے۔ مرنے سے پہلے دو دن اس کا منہ نیلا ہو جاتا آنکھیں نکل آتیں اور منہ سے دردناک آواز نکلتی جیسے کوئی اس کا گلا دبا رہا ہو۔ مرنے سے ایک روز قبل یہ حالت اتنی شدید ہوئی کہ وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہوگئے۔ اس کا باپ آیا اور ترلے منتیں کرنے لگا کہ اس کو زہر کا انجیکشن لگادیں۔ لیکن میں مانا نہیں کیونکہ بحیثیت ڈاکٹر یہ میرا پیشہ ہی نہیں۔ اس نوجوان کی حالت جب برداشت سے باہر ہوئی تو اس کو ایک دوسرے کمرے میں شفٹ کیا گیا جہاں ایک دن بعد وہ اس کربناک حالت میں مرگیا۔ بعد میں پوچھنے پر اس کے والد نے بتایا کہ یہ اپنی بیوی کو مارا کرتا تھا اور میں اس کو بہت روکا کرتا تھا کہ بدبخت ایسا نہ کر تیرے بچوں کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب، یہ بری موت اسی کا نتیجہ ہے۔ استغفر اللہ

یاد رکھیں انسان مرتے وقت وہی کام کرتا ہے جس کو دنیا میں وہ زیادہ سے زیادہ کرتا ہے۔ اپنے آپ سے پوچھئے کہ میں کون سا کام سب سے زیادہ کرتا ہوں رکرتی ہوں اور وہی کام کرتے ہوئے موت آگئی تو کیا رب کو منہ دکھا سکوں گا رسکوں گی۔ شرمندگی ہوگی یا خوشی؟۔ (قبر کی زندگی اور مرنے کے واقعات۔ پروفیسر ڈاکٹر نور احمد نور سابق پرنسپل نشتر میڈیکل کالج ملتان)

سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

(مفتی منیب احمد)

سیّد الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شرف صحابیت کے ساتھ ساتھ رحمۃ للعالمین ﷺ سے نسبت قرابت بھی حاصل ہے اور رشتہ رضاعت بھی، آپ نسبی رشتہ کے لحاظ سے حضور اکرم ﷺ کے چچا اور دودھ کے لحاظ سے رضاعی بھائی بھی تھے۔ حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بہادر، سخی، نرم مزاج، خوش اخلاق، قریش کے دلاور جوان اور غیرت مندی میں انتہائی بلند مقام کے مالک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو پہلا جھنڈا تیار کیا وہ سیّد الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کے لئے تھا۔ جب ٢ھ ٦٢٣ء میں حضور سیّد عالم ﷺ نے انہیں قوم جھینہ کے علاقے سیف البحر کی طرف (ایک دستے کے ہمراہ) بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر آپ پہلے تلوار چلانے والے تھے جس کے سر پر جھنڈا تھا، آپ کا اسم گرامی سیدنا امیر حمزہ، کنیت ابوعمارہ، لقب اسد اللہ واسد رسول اللہ اور سلسلۂ نسب اس طرح ہے سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب (الی آخرہ)، والدہ کا اسم گرامی ہالہ بنت اھیب بن عبدمناف بن زہرہ۔ حضرت ہالہ نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ علیہا السلام کی چچازاد بہن تھیں۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں۔ ابولہب کی آزاد کردہ کنیز ثوبیہ (ثویبہ) نے ان دونوں ہستیوں کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر نبی اکرم ﷺ سے دو سال یا چار سال زیادہ تھی۔ بعثت کے دوسرے سال اسلام لائے اسلام لانے کے دن انہوں نے سنا کہ ابوجہل نبی مکرم ﷺ کی توہین کررہا ہے، تو انہوں نے حرم مکہ میں آکر اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نبی مکرم ﷺ سے گزارش کی بھتیجے! اپنے دین کا کھل کر پرچار کیجئے، اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے دنیا بھر کی دولت بھی

دی جائے تو میں اپنی قوم کے دین پر رہنا پسند نہیں کروں گا، ان کے اسلام لانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تقویت حاصل ہوئی اور مشرکین آپ کی ایذا رسانی سے کسی حد تک رک گئے، بعدازاں ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گزشتہ شب جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ (حضرت) جعفر طیار رضی اللہ عنہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم تخت پر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں (المستدرک للحاکم، حدیث 4878) حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا، ان میں سب سے افضل انبیاء ومرسلین ہوں گے اور رسولوں کے بعد سب سے افضل شہداء کرام ہوں گے اور یقیناً شہداء کرام میں سب سے افضل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

بحوالہ جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث 4003 حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب شفاعت کرنے والوں کے سردار ہوں گے بحوالہ مستدرک للحاکم۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: جب سیّدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمانے لگے، آپ کی جدائی سے بڑھ کر میرے لئے کوئی اور صدمہ نہیں ہو سکتا، پھر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اپنی پھوپھی جان حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: خوش ہو جاؤ! ابھی جبریل امین میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھے خوشخبری سنائی کہ یقیناً حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک آسمان والوں میں لکھا ہوا ہے، سیّدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر ہیں۔ (المستدرک للحاکم، حدیث!4869)

غزوۂ احد میں آپ نے 31 مشرکوں کو جہنم رسید کیا۔ پھر آپ کا پاؤں پھسلا تو آپ تیراندازوں کی پہاڑی کے پاس واقع وادی میں پشت کے بل گر گئے، زرہ آپ کے پیٹ

سے کھل گئی، جبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن حرب نے کچھ فاصلے سے خنجر پھینکا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں آپ کو مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمایا۔ بعدازاں مشرکین نے آپ کے اعضاء کاٹے اور پیٹ چاک کیا ایک عورت نے آپ کا جگر نکال کر چبایا لیکن اسے اپنے حلق سے نیچے نہ اتار سکی، ناچار اسے تھوک دیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ جگر اس کے پیٹ میں چلا جاتا تو وہ آگ میں داخل نہ ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرے حمزہ کی اتنی عزت ہے کہ ان کے جسم کے کسی حصے کو آگ میں داخل نہیں فرمائے گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے مثلہ کیے ہوئے جسم کو دیکھا تو یہ منظر آپ کے دل اقدس کے لئے اس قدر تکلیف دہ تھا کہ اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آپ کی نظر سے کبھی نہیں گزرا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے چچا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، کیونکہ آپ جب تک عمل کرتے رہے بہت نیکی کرنے والے اور بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ پھر ان کے جسد مبارک کو قبلہ کی جانب رکھا اور ان کے جنازے کے سامنے کھڑے ہوئے اور اس شدت سے روئے کہ قریب تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غشی طاری ہو جاتی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے، اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ اور اس کے رسول کے شیر! اے حمزہ! اے نیک کام کرنے والے! اے حمزہ! مصیبتوں کو دور کرنے ولے، اے حمزہ! رسول اللہ کے دفاع کرنے والے، یہ بھی فرمایا: ہمارے پاس جبرائیل تشریف لائے اور ہمیں بتایا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ساتوں آسمانوں میں لکھا ہوا ہے ”حمزہ بن عبدالمطلب، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر ہیں“۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایسی چادر کا کفن پہنایا کہ جب اسے آپ کے سر پر پھیلاتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں پر پھیلاتے تو سر ننگا ہو جاتا، چنانچہ وہ چادر آپ کے سر پر پھیلا دی گئی اور پاؤں پر اذخر (خوشبودار گھاس) ڈال دی گئی، انہیں ایک ٹیلے پر دفن کیا۔ چالیس سال کے بعد شہداء احد کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسم تر و تازہ تھے، ان

کے ہاتھ پاؤں مڑ جاتے تھے اوران کی قبروں سے کستوری کی خوشبو آتی تھی، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر کدال لگ گیا تو اس کے خون بہنے لگا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد (حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ چہرے کے زخم سے ہٹایا گیا تو وہاں سے خون بہنے لگا، ہاتھ دوبارہ اسی جگہ رکھ دیا گیا تو خون بند ہوگیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہداء احد کے بارے میں فرمایا کہ جوشخص قیامت تک ان کی زیارت کرے گا اوران کی خدمت میں سلام عرض کرے گا، تو وہ اسے جواب دیں گے۔

فاطمہ خزاعیہ کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سیّد الشہداء! جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے گئی اور میں نے قبرِ منور کے سامنے کھڑے ہوکر "السلام علیك یاعم رسول اللّٰه" کہا تو آپ نے بآوازِ بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، جلد۲، ص 863)

ہفتہ 15/شوال المکرم 3ھ بمطابق 624ء کو آپ کی شہادت ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر 57 سال تھی، ایک قول کے مطابق آپ کی عمر شریف 59 سال تھی۔

☆☆☆☆☆

امتناعِ کذبِ باری وامتناعِ نظیرِ محمدی تقدیسِ اُلوہیت اور ختمِ نبوت ورسالت

(حضرت علامہ مولانا اختر مصباحی)

تیرہویں صدی ہجری وانیسویں صدی عیسوی کا دَور، مسلمانانِ متحدہ ہندوستان کے لئے مختلف حیثیتوں سے بڑا ہی سنگین اور پُرآشوب تھا۔ ایک طرف، مسلمانوں کا یہ دَورِ ابتلاو آزمائش تھا، تو دوسری طرف، صدیوں سے حکمران، مُغلوں کا عبرت آمیز دَورِ زوال و انحطاط تھا۔

اور یہی وہ دَور تھا، جب متحدہ ہندوستان کے طول وعرض میں انگریز اپنی تجارتی اور پھر سیاسی بساط بچھا کر، نوابوں، راجاؤں کو اپنی فوجی قوت سے مغلوب کرکے ۱۸۰۳ء میں فاتحانہ شان سے دہلی میں داخل ہوکر، اُس وقت کے مُغل حکمراں، شاہ عالم کو، اپنا وظیفہ خوار بنا چکے تھے۔

اِسی صدی کے نصفِ اوّل میں، دو بڑے حادثات وواقعات، رونما ہوئے۔

اور نصفِ دوم میں ایک ایسا تباہ کن اور خوں ریز معرکہ بپا ہوا جس نے متحدہ ہندوستان کی صدیوں پر مشتمل تاریخ کو، اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ یہ تینوں حادثات وواقعات، اِختصار و اجمال کے ساتھ، ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

(۱) ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء کو تقویۃ الایمان، مؤلفہ شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) منظرِ عام پر آئی۔ اسی سال علمائے اہلِ سُنَّت نے شاہجہانی جامع مسجد، دہلی میں، شاہ محمد اسماعیل دہلوی سے ان کے جدید مذہبی افکار وخیالات کے خلاف مباحثہ کرکے، انھیں، عاجز ومبہوت کیا۔

ایک طرف، شاہ محمد اسماعیل دہلوی اوران کے ہم خیال، مولانا عبدالحئی، بڈھانوی، سہارن پوری (متوفی ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۸ء) تھے اور دوسری طرف، تمام علمائے دہلی۔

(۲) سید احمد، رائے بریلوی (متوفی ۱۲۴۱ھ/ ۱۸۲۶ء) اور شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) نے، جمادی الآخرہ ۱۲۴۱ھ/جنوری ۱۸۲۶ء میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو ساتھ لے کر، ایک طویل سفر کیا۔ اور نومبر ۱۸۲۶ء کو، پشاور پہنچ کر، اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے حرب وضرب کی کارروائی شروع کر دی۔ اس حادثہ سے ایک طرف، ہندوستان کے مختلف علاقوں کے ہزاروں مسلمان افراتفری میں مبتلا ہوئے۔ اور دوسری طرف، سرحد وپشاور کے مسلمانوں کے درمیان کشت وخون کا بازار، گرم ہوا۔

(۳) رمضان ۱۲۷۳ھ/مئی ۱۸۵۷ء، وہ خونین سال ہے۔ جس میں دہلی وروہیل کھنڈ میں ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ انگریزوں کی وہ خوں ریز جنگ ہوئی، جو تاریخ میں جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں ہزاروں علماء شہید ہوئے، دار وگیر کا شکار ہوئے اور حبسِ دوام بعبورِ دریائے شور (انڈمان ونکوبار) کی سزا سے دوچار ہوئے۔

مندرجہ بالا تینوں واقعات وحادثات نے مسلمانانِ متحدہ ہند کے وجود کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور وہ مذہبی وسماجی وسیاسی واقتصادی بحران سے دوچار ہوتے ہوئے اب تک، اس کے درد وکرب سے کراہ رہے ہیں۔ شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) کے وعظ وبیان اور ان کی تحریروں بالخصوص "تقویۃ الایمان" ورسالہ "یک روزہ" اور ان کے مجموعہ ملفوظات وافادات "صراطِ مستقیم" نے، متحدہ ہندوستان کی مذہبی فضا کو، مکدّر ومسموم کرنے کا نہایت مذموم کردار ادا کیا۔ جس کے نتیجے میں، مسلم آبادیوں کا مذہبی ماحول، اختلاف وانتشار کا شکار اور جنگ وجدال کی آماجگاہ بن گیا۔

چنانچہ، معروف دیوبندی عالم، مولانا سید احمد رضا، بجنوری، بڑے واضح لفظوں میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ:

"افسوس ہے کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) کی وجہ سے مسلمانان ہند وپاک

جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوفی صد، حنفی المسلک ہیں، دوگروہ میں بٹ گئے ہیں۔"

(انوار الباری، جلد ۱۱، صفحہ ۱۰۷، مرتبہ سید احمد رضا، بجنوری، مطبوعہ ناشر العلوم، بجنور، اترپردیش)

شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی کی تحریر کردہ، ایک نہایت متنازعہ، بلکہ ایمان سوز عبارت تقویۃ الایمان یہ ہے:

"اُس شہنشاہ کی تو، یہ شان ہے کہ، ایک آن میں، ایک حکم کُن سے چاہے تو، کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ، جبریل اور محمد ﷺ پیدا کر ڈالے"۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳۷ از شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی، مطبوعہ صدیقی، شاہجہان آباد، ۱۸۵۴ء)

علامہ فضل حق، خیرآبادی (متوفی ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء، در جزیرۂ انڈمان ونکوبار) تلمیذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) نے اس پر، زبردست شرعی گرفت فرماتے ہوئے، پہلے "تقریر اعتراضات، بر تقویۃ الایمان" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ اور اس کے بعد "تَحْقِیْقُ الْفَتْوٰی فِی اِبْطَالِ الطَّغْوٰی" جیسی معرکۃ الآراء کتاب تصنیف فرما کر تقویۃ الایمان، کے باطل خیالات کے تار وپود بکھیر کر رکھ دیے۔ اس کے بعد، شاہ محمد اسماعیل دہلوی کے رسالہ "یک روزہ" کے جواب میں "اِمْتِنَاعُ النَّظِیْر" لکھ کر "عقیدۂ اِمکانِ نظیرِ محمدی" کا ابطال کیا۔ "تَحْقِیْقُ الْفَتْوٰی" میں، علامہ خیرآبادی نے تحریر فرمایا ہے کہ: نیا اقتباس قرآن وحدیث کے نصوصِ قطعیہ کے مطابق، حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد، کوئی نبی ورسول نہیں ہوسکتا۔ اب، آپ کی نظیر ممکن نہیں، بلکہ محالات سے ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ جیسا کوئی دوسرا محمد پیدا کرنے کے عقیدے سے خود اللہ عز وجل کے لئے اپنے قول سے کِذب لازم آئے گا۔ اور کذب ایک عیب ہے جو اللہ کے لئے محال ہے۔"

تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: ص ۱۵۲ تا ۱۶۷ "تَحْقِیْقُ الْفَتْوٰی فِی اِبْطَالِ الطَّغْوٰی" مولفہ علامہ فضل حق خیرآبادی (اشاعت اول مع فارسی، مکتبہ قادریہ، لاہور ۱۳۹۹ھ/

۱۹۷۹ء۔ مترجم اردو مولا محمد عبدالحکیم، شرف قادری، لاہور ومطبوعہ المجمع الاسلامی، مبارک پور) نیز ''اِمتِنَاعُ النَّظِیر'' مؤلّفہ علامہ فضل حق، خیرآبادی مطبوعہ ۱۹۰۸ء جون پور۔

علّامہ خیرآبادی نے، اپنی ان کتابوں میں ''اِمتناعِ نظیر محمدی'' و ''امتناعِ کذبِ باری تعالیٰ'' کے عقیدۂ اہل سنت پر، وافر اور قاہر دلائل و براہین پیش کر دیئے ہیں۔

علمائے اہل سنت نے، امتناعِ کذب و امتناعِ نظیر کا، اپنا موقف قوت واستدلال اور شرح و بَسط کے ساتھ بیان کیا۔ اور واضح لفظوں میں اہل ایمان واسلام کے اس عقیدۂ قطعیہ اجماعیہ کا بیان و اظہار کر دیا ہے کہ:

نقص وعیب کی نسبت، کسی بھی طرح، خدائے قدوس وسبوح کی طرف کرنا اور اسے عیوب وقبائح پر، قادر ہونے کو ممکن سمجھنا، کفر ہے۔ کیوں کہ یہ صفاتِ قبیحہ، اس کے لئے محال وممتنع ہیں۔

اسی طرح، امکانِ نظیر محمدی بھی محال وممتنع ہے۔ کیوں کہ پیغمبر اسلام، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری نبی ورسول ہیں اور آپ کے ساتھ یا آپ کے بعد، کسی نبی ورسول کی بعثت محال وممتنع ہے۔ شاہ محمد اسماعیل دہلوی نے، اسی موضوع پر ایک رسالہ ''یک روزہ'' لکھا۔ اپنے اِس رسالہ ''یک روزہ'' میں شاہ محمد اسماعیل دہلوی امکانِ کذب باری تعالیٰ کی تائید مزید میں لکھتے ہیں:

'' قولہٗ: وَهُوَ مُحَالٌ لِاَنَّهٗ نَقْصٌ۔ وَالنَّقْصُ عَلَيْهِ تَعَالٰى مُحَالٌ۔

اَقُوْلُ: اگر، مراد از محال، ممتنع لذاتہ است کہ، تحت قدرتِ الٰہیہ، داخل نیست۔

پس: لَا نُسَلِّمُ، کہ کذب مذکور، محال، بہ معنیٰ مسطور باشد''

(چند سطروں کے بعد) وَبِالْجُمْلَة، عدم تکلم بکلام کاذب، تَرَفُّعًا مِنْ عَيْبِ الْكِذْبِ وَتَنَزُّهًا عَنِ التَّلَوُّث، بہ از صفات مدح است۔ و بنا بر عجز از تکلم بکلام کاذِب، ہیچ گونہ، از صفاتِ مدائح نیست۔ یا مدح آں، بسیار اَدْوَنْ است از مدحِ اول۔'' الخ۔

(رسالہ ''یک روزہ'' صفحہ ۱۷ اور ۱۸ مؤلّفہ شاہ محمد اسماعیل دہلوی۔ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ۔ ملتان۔ پنجاب)

شاہ محمد اسماعیل دہلوی کے ہم خیال وہم نوا، مولانا حیدر علی، رام پوری ثم ٹونکی (متوفی ذوالحجہ ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء) نے، ۱۲۶۵ھ میں 'صِيَانَةُ النَّاسِ عَنْ وَسْوَسَةِ الْخَنَّاس'' مطبوعہ ۱۲۷۰ھ لکھ کر، کچھ جوابات دینے اور اپنے استاد کا دِفاع کرنے کی، جو کوشش کی تھی اُس کا مدلل جواب، علامہ خیرآبادی کے تلمیذ، مولانا شاہ عبدالحق، کان پوری (وصال ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء۔ حیدرآباد دکن) نے ''فَصْلُ الْخِطَابِ'' کے نام سے دیا۔

علامہ فضل، خیرآبادی نے خود بھی، جواب الجواب کے طور پر، فارسی زبان میں ''اِمْتِنَاعُ النَّظِيْر'' کے نام سے، ایک محققانہ وعالمانہ کتاب لکھی۔ جسے علامہ سید سلیمان اشرف، صدر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (متوفی ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء) نے، ۱۹۰۷ء میں جون پور سے شائع کیا۔ اور اس ''اِمْتِنَاعُ النَّظِيْر'' کا پہلا اردو ترجمہ، بقلم مولانا ناظم علی، مصباحی استاذِ جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ (یوپی، انڈیا) چند ماہ پیشتر، امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف، یوپی سے منظر عام پر آیا ہے۔ (شیخ الہند) مولانا محمود حسن، دیوبندی (متوفی ربیع الاول ۱۳۳۹ھ/نومبر ۱۹۲۰ء) بھی، اپنے عقیدۂ امکانِ کذب باری تعالیٰ کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

عیوب وقبائح کے صُدُور، اور ان پر قدرت ماننے میں، زمین، آسمان کا فرق ہے۔ یعنی، کذب باری تعالیٰ ممکن ہے۔ مگر، اس کا، صُدُور نہیں ہوگا۔

چنانچہ، اپنے رسالہ ''اَلْجُهْدُ الْمُقِلّ'' میں مولانا محمود حسن، دیوبندی لکھتے ہیں:

''امرِ ہفتم، یہ ہے کہ، صُدُورِ قبائح اور قدرت علی القبائح میں، زمین، آسمان کا فرق ہے۔ امرِ اوّل کو عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّة بہ نسبت ذات خالق الکائنات، محال کہا جاتا ہے۔ اور امرِ دویم، مسلّمات میں سے ہے۔

سب جانتے ہیں کہ، ذاتِ باری تعالیٰ شانہٗ سے، اَفعالِ قبیحہ کے صُدُور کی نوبت، نہیں آسکتی۔ لیکن، اَفعالِ قبیحہ کو، مثل دیگر ممکناتِ ذاتیہ، مقدورِ باری، جملہ اہل حق تسلیم

فرماتے ہیں۔ کیونکہ، خرابی ہے، تو ان کے صُدُور میں ہے۔ نفسِ مقدوریّت میں، اصلاً، کوئی خرابی، لازم نہیں آتی۔ الخ

(الجہدُ المُقِل فی تنزیہ المُعِز والمُذِل۔ مؤلفہ مولانا محمود حسن دیوبندی۔ مطبع بلالی، ساڈھورہ، ضلع انبالہ، پنجاب)

شاہ محمد اسماعیل دہلوی (متوفی مئی ۱۸۳۱ء) سے، مولانا حیدر علی، رام پوری، ٹونکی (متوفی ۱۸۵۶ء) اور مولانا محمود حسن دیوبندی (متوفی نومبر ۱۹۲۰ء) تک:

سب کے سب، ایک ہی راگ اُلاپ رہے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا، ممکن ہے، محال نہیں۔ وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ مگر بولے گا نہیں''۔

اس وہابی دیوبندی عقیدہ کا دوسرا جُز، اپنے آپ، سر اُبھارے، سامنے آجاتا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ، چاہے تو، پیغمبرِ اسلام، نبی آخر الزماں، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جیسا، دوسرا خاتم النبیین، مبعوث فرما سکتا ہے۔

ان علماء کی دلیل یہ ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ، ہر شے پر، قادرِ مطلق ہے۔ تو، جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔ اگرچہ بولے گا نہیں''۔

سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ:

''اللہ تبارک وتعالیٰ ہر شے کا خالق و مالک ہے۔ ہر چیز، اس کے قبضہ وتصرّف و اختیار میں ہے۔ اس کی، جو بھی، مشیّت ہو، کوئی، اسے، روک نہیں سکتا۔ وہ قادرِ مطلق ہے۔''

اس کے ساتھ ہی، سوادِ اعظم اہلِ سُنّت و جماعت کا، یہ بھی عقیدہ ہے کہ:

نقائص وعیوب وقبائح میں، یہ استعداد و صلاحیت، ہی نہیں ہے کہ:

وہ، ایک لمحہ کے لئے بھی، ذات وصفاتِ باری تعالیٰ سے قریب اور اس سے متعلق

ومنسلک ہو سکیں۔ یہ، وہ محالاتِ عقلیہ وشرعیہ ہیں، جو، ایک آن کے لئے بھی، اس کی قدرت و اختیار کا جُز و اور حصہ ہو سکتے ہیں، نہ ہی، ان میں سے کسی کا، اس سے صُدُور، ممکن ہے۔

ذاتِ پاک پروردگار ''مستجمع جمیع صفاتِ کمالیہ'' ہے۔ صفتِ کمال کے علاوہ کوئی ناقص ومعیوب صفت، اس کے لئے ممکن ہی نہیں۔ اور اس کی ہر صفت، دائمی، اَبدی ہے۔''

اس نے اپنی بہت سی صفاتِ کمالیہ کا، قرآن حکیم میں، صراحۃً ذکر فرمادیا ہے۔ مثلاً **صفتِ صدق**: تو، اس کے، برعکس و برخلاف، صفتِ کذب کا امکان ہی، اس کے لئے معدوم ہے۔ کیوں کہ، صفتِ صدق، اُس کی مَشیّت کے عین مطابق

اور **صفتِ کذب**، اس کی مشیت کے بالکل، برعکس و برخلاف، ہے۔

اور، اس کی مَشیّت کے خلاف، کچھ بھی ہونا، قطعاً، ناممکن اور یقیناً، محال ہے۔

ذاتِ پاک پروردگار کو، دنیا کا ہر مسلمان، قادرِ مطلق سمجھتا ہے۔

لیکن، کوئی بھی مسلمان، یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ:

(۱) اللہ چاہے تو، اپنے جیسا، کوئی دوسرا خدا، پیدا کر سکتا ہے۔

(۲) اللہ چاہے تو، اپنی خدائی، کسی دوسرے کے، حوالے کر سکتا ہے۔

(۳) اللہ چاہے تو، بال بچوں والا ہو سکتا ہے۔

(۴) اللہ چاہے تو، انسانوں کے درمیان انسانی صورت وجسم وجان کے ساتھ، ظاہر ہو سکتا ہے۔

(۵) اللہ چاہے تو، ساری کائنات وموجودات، مخلوقات کے ساتھ اپنی ہستی کو بھی، فنا کر سکتا ہے۔ مَعَاذَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

قرآن کریم کی آیت کریمہ: اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۲۰)

ترجمہ: بے شک! اللہ، ہر شے پر، قادر ہے''۔

یہ آیت کریمہ ہی، رب کائنات کے لئے صفت صدق اِس اَبدی حقیقت وصداقت کی

دلیل و برہان ہے کہ:

''کذبِ باری تعالیٰ، ممکن نہیں، بلکہ، محال ہے۔جس آن، کذب کو، اس کے لئے ممکن، مانا گیا، وہ آن، صِدق سے، خالی ہُوا۔ جو، عقلاً نقلاً، ہر طرح، باطل ہے۔ کیونکہ، صفتِ صدق یا۔ اس کی کوئی بھی صفت، ایک آن کے لئے بھی اس سے، جُدا ہو جائے، یہ ممکن نہیں، بلکہ، قطعاً، محال ہے۔صرف، صُدُور و وقوع نہیں، بلکہ، امکان و جواز ہی، محال ہے۔اور، وہ ذات، اِلٰہ و معبود ہو ہی نہیں سکتی، جس کے لئے کذب و عیب، ممکن اور جائز ہو۔ چہ جائے کہ، صُدُور و وقوعِ کذب و عیب کا، ایک لمحہ کے لئے تصور بھی، کیا جا سکے''۔

جمہور مفسرینِ قرآن حکیم، ''شئ'' کی تفسیر میں، ارشاد فرماتے ہیں کہ:

شے، چاہی ہوئی چیز کو، کہا جاتا ہے۔جس کی تعبیر ''مَشِیَّت'' سے کی جاتی ہے۔

یہاں، شَی سے مراد، ہر وہ چیز ہے، جو تحتِ مشیت خداوندی ہے۔

مشیتِ خداوندی میں، تمام ممکنات، شامل اور اس سے سارے محالات، خارج ہیں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ہر صفت، دائمی اَبدی ہے۔

جو، ایک لمحہ اور ایک آن کے لئے بھی، اُس سے، جُدا نہیں ہو سکتی۔

اور جو، اُس کی صفت نہیں ہے اور اُس کی مشیت سے خارج ہے۔

وہ، ایک لمحہ اور ایک آن کے لیے بھی، اس سے متعلق و وابستہ نہیں ہو سکتی۔

مثلاً: قرآن حکیم کی متعدد آیات کریمہ میں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات کے ساتھ، اُس کی اِس صفتِ دائمہ (صِدق) کا بھی، بیان، اور اس پر، سارے اہلِ ایمان کا، اذعان و ایقان ہے کہ:

''صِدق: اللہ ربُّ العزّت کی صفت ہے۔اور، وہ، صادق ہے۔''

اب، دو دو چار کی طرح، واضح ہو گیا ہے کہ:

اللہ کے لئے صفتِ کذب، محالات میں سے ہے۔

کیوں کہ، یہ، اس کی مَشِیَّت ہی نہیں ہے۔ وہ، اپنی صفتِ صدق کو، ظاہر و باہر فرما چکا ہے۔

اس کی جملہ صفاتِ کمالیہ، دائمہ کی طرح، صدق، جب، اس کی صفتِ دائمہ ہے تو، کذب، اس کے لیے ہمیشہ، محال ہے۔

اس کے لئے کذب کا ممکن ہونا، کبھی، ممکن، ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ، ہمیشہ کے لئے محال ہے۔اور، یہ محال، کبھی، تحتِ قدرت، داخل، ہوا ہے، اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔

اسی طرح، اللہ تبارک وتعالیٰ نے، قرآن حکیم میں پیغمبر اسلام ﷺ کو ''خاتم النبیین'' فرمایا ہے۔اب، اس اعلان شدہ مشیتِ خداوندی کے خلاف، جو، کچھ بھی ہے، وہ، محالات سے ہے۔لہٰذا، کسی کا، اب، خاتم النبیین ہونا ہی نہیں، بلکہ نبی و رسول ہونا یعنی، نبی و رسول کی حیثیت سے معبوث ہونا ممکن ہی نہیں، بلکہ، محالِ قطعی ہے۔ بہت سی احادیث نبوی سے بھی، یہی ثابت ہے کہ:

آپ، آخری نبی ہیں۔آپ کے بعد، کوئی نبی و رسول، مبعوث نہیں ہوگا۔

سلسلۂ نبوت و رسالت، آپ پر، منقطع ہو چکا ہے۔

اور، ظاہر ہے کہ: احادیثِ نبوی، شارح و مفسر قرآن ہیں۔

رسول کائنات، محبوب پروردگار ﷺ سے زیادہ مشیتِ الٰہی کو، سمجھنے والی کوئی ہستی، صفحۂ گیتی پہ، پیدا ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

اور، وہ، صاف و صریح الفاظ میں فرما چکے ہیں کہ:

''میں، آخر الانبیاء ہوں، اللہ نے سلسلہ نبوت و رسالت، مجھ پر ختم کر دیا۔ میرے بعد، کوئی نبی و رسول نہیں۔ میں، قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہوں''

عہدِ رسالت و عہدِ صحابۂ کرام سے آج تک، ساری امت، یہی سمجھتی چلی آ رہی ہے کہ:

''خاتم النبیین، پیغمبر آخرالزماں، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ آپ پر، بابِ نبوت ورسالت، بند کر دیا گیا۔ اب، قیامت تک کوئی، دوسرا نبی ورسول، مبعوث ہونا، مشیّتِ خداوندی کے خلاف ہے۔ اِس لئے، وہ تحت قدرت نہیں، بلکہ محالات سے ہے۔

مذکورہ بالاحقائق سے، دودو چار کی طرح، واضح ہو جاتا ہے کہ:

(۱) محالات، تحتِ قدرتِ الٰہی نہیں۔ اس لئے ہر اَمرِ محال سے، اللہ تعالیٰ، یقینی اور قطعی طور سے، پاک وپاکیزہ ہے۔ اور کوئی اَمرِ محال، ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے، ممکن نہیں۔

(۲) تحتِ قدرتِ الٰہی، وہی صفات واُمور ومعاملات ہیں، جو تحتِ مَشیّتِ الٰہی ہیں۔ اس کی مشیّت کے خلاف، کوئی صفت، اس کے لئے ممکن نہیں، بلکہ، محال ہے۔

(۳) ہر مَقدورِ عبد، مَقدورِ اِلٰہ ہے۔ یہ کُلّیہ، مطلقاً، عام نہیں۔

وَمَا مِنْ عَامٍّ اِلَّاوَقَدْخُصَّ مِنْهُ الْبَعْض۔ کوئی عام، ایسا نہیں، جس سے کچھ استثناء، نہ ہو۔

وہی مقدورِ عبد، مقدورِ اِلٰہ ہے، جو تحتِ مشیّتِ الٰہی ہے۔

جو صفت، مشیّتِ الٰہی سے خارج ہے، وہ عبد کی صفت ہوسکتی ہے، معبود کی نہیں۔

لٰہذا، قدرتِ عبد کے زیادہ ہونے کی بات ہی، لغوو لاطائل اور ناقابلِ التفات ہے۔

(۴) صُدُورِ عیوب وقبائح کا، جناب باری تعالیٰ میں، جس طرح، تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اُسی طرح، عیوب وقبائح کے خارج از مشیتِ الٰہی ہونے کی وجہ سے جناب باری تعالیٰ کے لئے انھیں، ممکن بھی نہیں، مانا جاسکتا ہے۔

(۵) جملہ عیوب وقبائح ونقائص، تحت قدرت الٰہی ہونے کی استعداد وصلاحیت ہی سے یکسر خالی، اور محروم ہیں۔

(۶) کذبِ باری تعالیٰ کے محال وممتنع ہونے کے ساتھ نظیرِ محمدی ونظیرِ خاتم النبیین بھی، محال وممتنع ہے۔

متعدد آیات واحادیث کریمہ کے ذریعہ، یہ مشیّتِ خداوندی، ظاہر وباہر ہوچکی ہے کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ، صادق ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد، کوئی نبی ورسول نہیں۔

(۷) جن اُمور ومعاملات میں، مشیّتِ خداوندی، ظاہر ہوچکی ہے۔ اور جو، تحتِ مشیّت خداوندی نہیں، اُن کے بارے میں کسی اِمکان وجواز کا خیال بھی، دل میں لانا، جہالت وضلالت وبددینی کے سوا، کچھ نہیں ہے۔ یہاں، یہ حقیقت، واضح رہے کہ:

شاہ محمد اسماعیل دہلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) اور انکے ہم خیال، سرگرم مبلغ وہابیت مولاعبدالحیّ، بڈھانوی، سہارن پوری (متوفی ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۸ء) نے، متحدہ ہندوستان میں جس وہابیت کی تخم ریزی وآبیاری کی تھی، وہ، آگے چل کر، دوحصوں میں تقسیم ہوگئی۔

ان میں ایک حصہ اور طبقہ، وہ ہے، جو، تقلیدِ فقہی عرفی اور تصوف وطریقت کو، جائز کہتا ہے۔ اور دوسرا طبقہ، علانیہ طور سے تقلید وتصوف کو، بدعت وناجائز اور نہ جانے کیا کیا سمجھتا اور کہتا رہا۔ پہلے طبقہ کے دیوبندی علماء اور دوسرے طبقہ کے غیر مقلد علماء ہندوپاک میں، اب تک، اپنا اپنا، یہی کردار، ادا کررہے ہیں۔

ان دونوں طبقوں کا مَصدر ومنبع، مشہورِ زمانہ اور اہل سنت کی نظر میں، رُسوائے زمانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' ہے۔ جس نے، دوسو (۲۰۰) سال سے متحدہ، اور، پھر، منقسم ہندوستان کی مسلم آبادیوں میں، مذہبی اختلاف وانتشار، فتنہ وفساد اور جنگ وجدال کی آگ، بھڑکا، رکھی ہے۔

علمائے فرنگی محل لکھنؤ میں، مولانا جمال الدّین، فرنگی محلی (وصال ۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء) نواسۂ بحرالعلوم، مولانا عبدالعلی، فرنگی محلی (وصال ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء) رَدِّ وہابیہ میں، پیش پیش تھے۔

مولانا جمال الدین، فرنگی محلی (متوفی، ربیع الآخر ۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء۔ مدراس)

بن مولانا علاء الدین، فرنگی محلی (متوفی ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۷ء۔ مدراس)

ریاستِ ارکاٹ (مدراس) جنوبی ہند کے ''مدرسہ والا جاہی'' میں، صدر مدرس تھے۔ انھوں نے، مولانا حیدر علی، رام پوری ٹونکی (متوفی: ذوالحجہ ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء) کے بھائی مولوی محمد علی، واعظ، رام پوری (متوفی ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء)، خلیفہ سید احمد، رائے بریلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء)، جو، مدراس میں، تبلیغ وہابیت کر رہے تھے۔ اُن سے، مسئلہ شفاعت پر مناظرہ کر کے، انہیں، ریاست بدر ہونے پر مجبور کر دیا۔ مفتی محمد رضا انصاری، فرنگی محلی، لکھنوی (۱۴۱۰ھ/فروری ۱۹۹۰ء) سابق استاذِ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے، قدرے تفصیل سے یہ واقعہ، اپنی کتاب ''بانی درس نظامی'' مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۷۳ء میں، درج کیا ہے۔ چنانچہ، وہ، لکھتے ہیں:

''ملک العلماء، ملا علاء الدین احمد (فرنگی محلی) ہی، مدراس میں آخری عمر تک مقیم رہے۔ اور مُلاَّ بحر العلوم (مولانا عبد العلی محمد، فرنگی محلی، لکھنوی) کی جانشینی کے فرائض، انجام دیتے رہے۔ ان (مُلاَّ علاء الدین، فرنگی محلی) کے انتقال کے بعد، ان کے اکلوتے بیٹے مُلاَّ جمال الدین احمد، فرنگی محلی، مدراس میں، آخری عمر تک، قیام پذیر رہے۔ اور، رَدِّ وہابیہ کے معرکۂ عظیم میں، جو، وہاں ''تقویۃ الایمان'' مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے سلسلے میں ہوا تھا، بہت، پیش پیش تھے۔

مولوی، میر محمد علی، واعظ، رام پوری نے، سید احمد شہید، بریلوی، مولوی محمد اسماعیل شہید، دہلوی اور اس گروہ کے دیگر علماء کے عقائد کی، بہت ترویج بھی کی۔ جس نے، مدراس میں، دو گروہ پیدا کر دیے تھے۔ یہ، قاضی بدر الدّولہ کا زمانہ تھا۔ سخت نزاع پھیل گئی۔ جس میں، نوابِ ارکاٹ اور انگریزوں کو دخل دینا پڑا۔ مُلاَّ جمال الدین احمد (نواسۂ بحر العلوم، عبد العلی، فرنگی محلی) نے اس میں، یہاں تک، دل چسپی لی کہ، میر محمد علی سے ''مسئلہ شفاعت'' پر مناظرہ کیا۔ اور، ان کو مجبور کیا کہ، وہ تقویۃ الایمان، کی قابل اعتراض عبارتوں سے، اپنی

برأت، ظاہر کریں۔ میر (محمد علی، واعظ، رام پوری) صاحب نے، مسجدِ والا جاہی (ریاستِ ارکاٹ) میں بعد نماز جمعہ، برأت نامہ تحریری پیش کیا۔ جو، حاضرین کو سنایا گیا۔

مگر، اس مجمل برأت نامہ سے، ملاّ جمال الدین احمد، فرنگی محلی اور ان کے ہم خیال مطمئن نہ ہوئے۔ دوسرا برأت نامہ، میر صاحب نے پیش کیا۔

ایک طرف، برأت نامہ، دوسری طرف، ایسی تقریر جن سے مولانا اسماعیل شہید وغیرہ کی تعریف و توصیف نکلتی ہو، میر صاحب کرتے رہے۔

آخر کار، مُلاَّ جمال الدین احمد، اور ان کے ہم خیال علماء نے میر محمد علی، واعظ، رام پوری کے کفر کا فتویٰ دیا۔ اور انھیں، واجب القتل، قرار دیا۔ قتل کا اختیار، نوابِ ارکاٹ کو، نہ تھا۔ اس لئے مُلاَّ جمال الدین احمد فرنگی محلی نے، ایک اور اشتہار، تیار کر کے، مسجد والا جاہی (ریاستِ ارکاٹ) میں، سنایا۔ اور معاملہ، اس حد تک پہنچ گیا کہ:

''شہر مدراس کے چیف مجسٹریٹ میر صاحب کو بحفاظت تمام، بذریعہ بحری جہاز، مدراس سے کلکتہ، روانہ کر دیا۔ مُلاَّ جمال الدین احمد فرنگی محلی نے، اس کے بعد، میر صاحب کے، ایک ایک مرید سے، فرداً، فرداً توبہ کرانا، شروع کیا۔ اور اِصرار کیا کہ، یہ لوگ، مسجد والا جاہی میں، عام لوگوں کے سامنے، توبہ کریں۔ تواب محمد علی، والا جاہی، مرحوم (نوابِ ریاست ارکاٹ) کی ایک بیوہ بھی میر صاحب کے مریدوں میں تھیں۔ ان کو بھی، مجبور کر کے، توبہ کرائی گئی۔ مُلاَّ جمال الدین احمد فرنگی محلی، کسی طرح، ان کو مستثنیٰ کرنے پر، راضی نہ ہوئے۔''

(''بانی درسِ نظامی'' صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲ استاذ الھند، مُلاَّ جمال الدین احمد فرنگی محلی، مؤلفہ مفتی محمد رضا انصاری، فرنگی محلی، مجلس صحافت ونشریات، ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء)

حکیم عبد الحیٔ، رائے بریلوی (متوفی ۱۲۴۱ھ/فروری ۱۸۲۶ء) نے بھی مولوی محمد علی، رام پوری کے تذکرہ میں، لکھا ہے کہ:

........حَتّٰی نَهَضَ زُعَمَاءُ الْبِدْعَةِ وَدُعَاتُهَا اِلٰی خِصَامِهٖ۔ وَكَفَّرُوهُ وَاَحْرَقُوْا

"تقویۃ الایمان" لِلشَّیْخ اسماعیل بن عبدالغنی الدهلوی۔ فَثَارَتِ الْفِتْنَةُ
الْعَظِیمة۔ وَكَانَ جَمالُ الدِّیْنَ بْنِ عَلاء الدِّیْن اللَّكْنَوِی، رَأْسَ تِلْكَ الْفِتْنَةِ
الْعادیة۔ كَفَّرَهٗ وَسَعٰی اِلَی الْحُكَّامِ فَاَمَرُوْا بِاِجلَاءِ هٖ۔ اِلٰی آخِرِهٖ۔ (اَلْجُزْءُ السَّابِع۔
نُزْهَةُ الْخَوَاطِر۔ دارابن حزم۔ بیروت)

مولانا سکندر علی، خالص پوری، لکھنوی، نقشبندی، مجددی (وصال شعبان ۱۳۱۴ھ/
۱۸۹۷ء) نے "تُحفةُ الْعُلَمَاء فِی اِمْتِنَاعِ كِذْبِ الْبَارِی جَلَّ شَانُهٗ"۔ مولانا احمد حَسَن،
کان پوری (متوفی ۳ صفر ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) تلمیذِ مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی (متوفی ۱۳۳۴ھ/
۱۹۱۶ء) وخلیفہ حاجی امداد اللہ، چشتی صابری، مہاجر مکی (متوفی ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) نے "تَنْزِیْهُ
الرَّحْمٰنِ عَنْ شَائِبَةِ الْكِذْبِ وَالنُّقْصَانِ" مطبوعہ ۱۳۰۶ھ۔ مولانا حکیم سید، برکات احمد،
ٹونکی (متوفی ربیع الاول ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء) نے "اَلصَّمْصَامُ الْقَاضِبُ لِرَأْسِ الْمُفْتَرِی
عَلَی اللّٰهِ الْكِذْبَ"۔ اور مفتی محمد عبداللہ، ٹونکی (متوفی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) نے "عُجَالَةُ الرَّاكِبِ
فِی اِمْتِنَاعِ كِذْبِ الْوَاجِبِ" ۔ مطبوعہ ۱۳۰۸ھ لکھ کر، عقیدۂ اِمکانِ کذب باری تعالیٰ کا، رَدِّ
بلیغ فرمایا۔

شاہ محمد اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں، مسئلہ شفاعت کا بھی، اس طرح، ذکر کیا
ہے کہ اسے، بہ منزلہ عدم، پہنچا دیا۔ جس کا نہایت محققانہ جواب، علامہ فضل حق، خیرآبادی
نے اپنی کتاب "تَحْقِیقُ الْفَتْوٰی فِی اِبْطَالِ الطَّغْوٰی" میں تحریر فرمایا ہے۔

شاہ اسماعیل دہلوی، اپنے سفرِ حج سے واپسی کے تحت ۱۲۳۹ھ میں، کلکتہ ہوتے
ہوئے، صادق پور، پٹنہ اور پھلواری شریف، پٹنہ پہنچے۔ یہاں کا حال، حضرت مولانا محمود احمد
قادری، رفاقتی، مظفر پوری (فرزندِ اکبر، مفتی اعظم کان پور حضرت مفتی رفاقت حسین،
قادری، اشرفی، مظفر پوری (وصال ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) اس طرح بیان فرماتے ہیں:

..........تیسری رجب (۱۲۳۹ھ) کو، قریہ ناجیہ، پھلواری شریف گئے۔ یہاں، خانقاہِ

مُجیبیہ میں، حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب سے ملاقات کی۔ حضرت شاہ نعمت اللہ، قادری نے،
ان کو، بزرگانہ نصیحت فرمائی۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے، خودرائی کی رَوِش بَرتی۔ نتیجہ، یہ ہوا کہ:

"حضرت شاہ محمد نعمت اللہ قادری کی موجودگی میں، ان کے اَمر و حکم سے، ان
کے فرزند اکبر، حضرت شاہ ابوالحسن، فرد قادری نے، مسئلہ شفاعتِ حضرت شفیع
المذنبین، حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، مباحثہ و مناظرہ کیا۔ جس میں،
مولوی اسماعیل کو، بجز سکوت، کوئی چارہ نہ ہوا۔ اس مباحثہ و مناظرہ کی مجلس میں
، قصبہ پھلواری شریف کے ڈھائی سو عمائد و مشائخ اور کبارِ علماء و اولیاء موجود
تھے۔ تفصیل کا موقع نہیں۔ ایک موجز جامع رسالہ میں، مباحثہ کی روداد، موجود
ہے۔ اس کا ایک نسخہ شعبہ مخطوطاتِ فارسی، ذخیرۂ شبلی، کتب خانہ دارالعلوم،
ندوۃ العلماء، لکھنؤ میں، محفوظ اور شایانِ دید ہے۔"

(سوانح رفاقتی، صفحہ ۲۱۰۔ مؤلفہ مولانا محمود احمد قادری، رفاقتی۔ مطبوعہ ۱۴۳۱ھ: ۲۰۱۰ء)

تقویۃ الایمان کی مندرجہ ذیل، توہین آمیز عبارتیں اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر پڑھ لیجئے۔
اور پھر، خود، فیصلہ کیجئے کہ: یہ کون سا، ایمان و اسلام ہے؟ اور حق و ہدایت کے ساتھ، یہ کیسا،
مذاق؟ اور شرع و عقل کے خلاف، یہ کیسی جرأت و جسارت اور کتنا بڑا ظلم صریح ہے؟

(۱) "ف، یعنی، اللہ صاحب نے لقمان کو، عقل مندی دی تھی۔ سو، انہوں نے اس سے
سمجھا کہ، بے انصافی، یہی ہے کہ، کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا۔ اور جس نے اللہ کا حق، اُس
کی مخلوق کو دیا، تو، بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دیا۔ جیسے، بادشاہ کا تاج،
ایک چمار کے سر پر، رکھ دیجئے۔ اس سے، بڑی بے انصافی کیا ہوگی؟ اور یقین، جان
لینا چاہیے کہ:

"ہر مخلوق، بڑا ہو، یا۔ چھوٹا، اللہ کی شان کے آگے، چمار سے بھی، ذلیل ہے۔"

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰، مؤلفہ شاہ محمد اسماعیل دہلوی۔ مطبع علیمی۔ اندرونِ لوہاری دروازہ۔ لاہور۔ تقویۃ الایمان
صفحہ ۳۵۔ مکتبہ سلفیہ، لاہور)

(۲) ''وہاں، نہ اللہ کے سوا، کوئی اور، نہ کسی کا، یہ نام۔ اگر، کسی کا، یہ نام ہے تو، اس کو، کسی کاروبار میں، کچھ دخل نہیں۔ سو، سب خیال ہی خیال ہے۔ اِس نام کا کوئی شخص، وہاں، مالک اور مختار نہیں۔

جو، اِن کاموں کا مختار ہے، اُس کا نام، اللہ ہے۔ محمد، یا۔ علی نہیں۔ اور جس کا نام، محمد، یا۔ علی ہے۔ وہ، کسی چیز کا، مختار نہیں''۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۲۸، مولفہ شاہ محمد اسماعیل دہلوی۔ مطبع علیمی۔ اندرونِ لوہاری دروازہ۔ لاہور۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۸۔ مکتبہ سلفیہ، لاہور)

(۳) ''سُبحَانَ اللّٰہ''! اَشرفُ المخلوقات، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو، اس کے دربار میں، یہ حالت ہے کہ:

''ایک گنوار کے منہ سے، اتنی سی بات سنتے ہی، مارے دہشت کے، بے حواس ہو گئے''۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۸، مولفہ شاہ محمد اسماعیل دہلوی۔ مطبع علیمی۔ اندرونِ لوہاری دروازہ۔ لاہور)

ایک حدیث لکھ کر، اس پر، اپنی طرف سے ''فائدہ وتبصرہ'' اِس طرح لکھا ہے:

(۴) ''ف۔ یعنی، انسان، آپس میں، سب، بھائی ہیں۔ جو، بڑا بزرگ ہو، وہ، بڑا بھائی ہے۔ سو، اس کی، بڑے بھائی کی سی، تعظیم کیجئے۔ اور مالک، سب کا اللہ ہے، بندگی، اسی کو چاہیے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

''اولیا وانبیاء، اِمام واِمام زادہ، پیر وشہید، یعنی، جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب، انسان ہی ہیں۔ اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر، اللہ نے ان کو، بڑائی دی۔ وہ، بڑے بھائی ہوئے۔ ہم کو، ان کی فرماں برداری کا حکم ہے۔ ہم، ان کے چھوٹے بھائی ہیں''۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۲، مولفہ شاہ محمد اسماعیل دہلوی۔ مطبع علیمی۔ اندرونِ لوہاری دروازہ۔ لاہور)

(۵) ''ف۔ یعنی، میں بھی، ایک دن، مر کر مٹی میں، ملنے والا ہوں''۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۴۲، مولفہ شاہ محمد اسماعیل دہلوی۔ مطبع علیمی۔ اندرونِ لوہاری دروازہ۔ لاہور)

(۶) ''اللہ کی شان، بہت بڑی ہے کہ:

''انبیاء واولیاء، اُس کے رُوبرو، ایک ذرّۂ ناچیز سے کم تر ہیں''۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۸۷، مولفہ شاہ محمد اسماعیل دہلوی۔ مکتبہ سلفیہ، لاہور)

تقویۃ الایمان کی عبارتوں کی شناعت وقباحت، بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا سید عبدالفتّاح حَسَنی، قادری، معروف بہ، مولانا سید اشرف علی، گلشن آبادی (وصال ۱۵ر صفر ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۴ء۔ مدفون بمبئی) تحریر فرماتے ہیں:

''اسی تقویۃ الایمان کی عبارت ہے:

''جو لوگ، پہلے پچھلے، آدم، جن اور پیغمبر ہی سے ہو جائیں۔ تو، اُس مالک الملک کی سلطنت میں، ان کے سبب، کچھ رونق، نہ بڑھ جائے گی اور جو سب لوگ، مل کر، شیطان ہی سے ہو جائیں، تو، اُس کی رونق، گھٹ، نہ جاوے گی''۔

اسی پر، عُلما لکھتے ہیں: اے مومنو!

''جو شیطان اور دَجّال، پیغمبروں سے اور فرشتوں ہی سے ہو جانا اور پیغمبران اور فرشتے، شیطان اور دَجّال ہی سے بن جانا''

اِن لائقوں کے پاس، حقارت نہیں ہے، تو، کہہ دو، ان سے کہ:

ہاتھ، اپنے ایمان سے دھوئیں، اور جو کچھ، جی میں آوے، سو کہیں''۔

(تحفہ محمدیہ، صفحہ ۲۵۴۔ مؤلفہ، مولانا سید عبدالفتاح حسنی قادری، معروف بہ، مولانا سید اشرف علی، گلشن آبادی، مطبوعہ دارالعلوم اہل سنت صادق العلوم، گھاس بازار، ناسِک، مہاراشٹر، طبع جدید مع کمپوزنگ ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء۔ طبع قدیم، نامی کریمی پریس، بمبئی۔ ۱۳۴۳ھ)

''ہمارے عُلماء اَعْلام، بیانِ عقائدِ اسلام میں، یوں لکھتے ہیں کہ:

افضل نام کو، مقامِ مُحقر (ادنی حیثیت اور بے ادبی کی جگہ) میں، تصریح کرنا ادب [illegible] دور، بلکہ، خوف، کفر کا ہے۔

چنانچہ، اللہ تعالیٰ، سبھوں کا خالق ہے، تاہم، مقامِ حمد میں خَـالِـقُ الْـخَـنَـازِیْـر (خنزیروں کا خالق) کہیں، تو، کفر ہے۔

شیخ (عبدالحق محدث) دہلوی نے بھی، رسالہ "مَـرَجَ الْبَـحْـرَیْـن" کے اخیر میں لکھا ہے کہ:

''عِزّ و کمال کو، مُنَزَّہ رکھنا، جو علم، یا عمل، یا حال کہ، ان کے مرتبہ کے لائق، نہ ہو اُن کی طرف منسوب نہ کرنا، بلکہ، جو بزرگیاں، مرتبہ اُلوہیت کے بعد ہیں سو، جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں، ثابت، کرنا ہے۔''

اور، یہ مضمون، جو، اس بے ادب نے، اپنے دل سے تراش کر بزرگوں کی جناب میں بے ادبی کیا ہے، دوسری عبارت سے بھی، ادا ہو سکتا تھا کہ:

جس سے، اللہ کی شان اور اس کی بڑائی، معلوم ہووے۔ اور بزرگوں کی بزرگی اور ان کے ادب کا سررشتہ بھی، ہاتھ سے، نہ جاوے۔ یعنی، یوں کہا ہوتا کہ:

''کسی کی عبادت اور اطاعت سے، اُس مالک الملک کی سلطنت، رونق و زینت، نہیں پاتی۔ اور کسی کی نافرمانی اور بغاوت سے، اُس کی سلطنت کی زیب و زینت، گھٹ نہیں جاتی۔''

لیکن، بے چارہ کیا کرے؟ جو کچھ، اس کے دل میں تھا، سو، بے اختیار، زبان سے نکلا۔ شفاء قاضی عیاض اور مَوَاھِبُ اللَّدُنِّیَّہ میں لکھا ہے کہ:

''وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جو، سب خلائق میں افضل اور تمام رسولوں کے سردار ہیں، فرمایا کہ: مجھ کو، یونس علیہ السلام پر فضیلت، مت دو''۔ کیوں کہ، کسی شخص کا نام لے کر اس کو غیر پر فضیلت دینے سے، اُس غیر کی تحقیر اور اہانت ہوتی ہے''۔

پس، حضراتِ انبیاء اور اولیاء کی تحقیر، اُس قائل کی بے ادبی کیوں کر، نہ ثابت ہو کہ جو، ان بزرگوں کو، بھوت اور پریت کے ساتھ، برابر کر دے۔ اور، ان کو، چمار سے تشبیہ دے۔

جیسا کہ، اس کی کتاب (تقویۃ الایمان) کی عبارت سے، صاف معلوم ہوتا ہے۔

غرض! اس طور کا قول اور بے ادبانہ کلام، مسلمانوں کو، بے ایمان کر دیتا ہے۔ اور، یہ سخن، دوزخ میں لے جاتا ہے۔ اگر، وہ گستاخ اور بے ادب، اسی مطلب کو، دوسرے طرز سے لکھا ہوتا، تو بہتر تھا۔ ''یعنی۔ کسی کی شان اور بڑائی، اللہ کی شان اور بزرگی کو نہیں پہنچتی، اور وہی علم غیب کا مالک ہے۔ اور کسی انسان اور فرشتے اور جن کو، اُس ربّ العالمین کی صفتوں میں، جو، معبودیت کو لازم ہیں، شریک نہ جانے اور جاہلیت کی، کُل رسموں کو چھوڑ دیوے۔''

(مگر) سچ ہے کہ، جس کا رہنما، شیطان ہوتا ہے، وہ، ایسی بے ہودہ گوئی اور بے ادبی سے کچھ، اندیشہ نہیں کرتا۔'' (تحفہ محمدیہ، صفحہ ۲۵۵ اور ۲۵۶۔ مؤلفہ، مولانا سید اشرف علی، گلشن آبادی)

''اور، اسی طرح، اس کتاب میں اکثر، نالائق سخن اور بے ہودہ کلام آیا ہے کہ: جس سے پیغمبروں کی ہتک اور بزرگوں کی تحقیر، بے تأمل نکلے۔ اور دیکھنے اور سننے سے اُس کے، ہر مومن کا دل، خوف سے، بے ادبی کے، موم سا پگھلے۔ یَـا اَلـلّٰـہ! پناہ دے ہم کو، دیکھنے اور سننے سے، اس کے۔

.... کتاب چلپی، جو، شرح وقایہ کا حاشیہ ہے، اُس کے کِتَـابُ الْـجِهَـاد میں، یوں لکھا ہے: (عربی عبارت، نقل کرنے کے بعد) یعنی، کُل امت کا، اس بات پر، اتفاق ہے کہ:

''ہمارے پیغمبر ہوں، یا۔ اور کوئی نبی ہو، اُن کو، خفیف اور بے رتبہ جاننا، کفر ہے۔ خواہ، اس فعل کو حلال، جان کر کرے، یا۔ حرام، سمجھ کر، کر بیٹھے''۔

(تحفہ محمدیہ، صفحہ ۲۵۶ اور ۲۵۷۔ مؤلفہ، مولانا سید اشرف علی، گلشن آبادی)

''بھلا، اتنا تو، خیال کرے کہ:

صحابہ، باوجود، مرتبت و قرابت کے، طاقت نہیں رکھتے، جو، یَـا اَخِـی، کہیں۔ وقت

سخن، عرض کرنے کے، فَدَاكَ اَبِی واُمِّی یا رَسولَ اللّٰہ، کہا کرتے تھے۔ اس کو بھی، رہنے دو۔ اِسی عقیدہ والوں کو، دیکھو کہ:

'' اپنے باپ دادا کو، استاد ومرشد کو، حضرت، حضور وجناب، کہتے اور لکھتے ہیں۔ بھائی صاحب، نہیں بولتے۔ بڑا غضب ہے کہ، پیغمبر کی بے تعظیمی کو، نہیں ڈرتے۔ بلکہ، پوچ پوچ دلیلوں سے، اسی کے اِثبات پر، مرتے ہیں۔''

(تحفہ محمدیہ، صفحہ ۲۵۵ اور ۲۵۶۔ مؤلفہ، مولانا سید اشرف علی، گلشن آبادی۔ مطبوعہ دار العلوم اہل سنت صادق العلوم گھاس بازار، ناسک، مہاراشٹر۔ طبع جدید مع کمپوزنگ ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء۔ طبع قدیم۔ نامی کریمی پریس، بمبئی۔ ۱۳۴۳ھ)

(بقیہ اگلے شمارہ میں)

☆☆☆

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلسنت کا موقف

(علامہ مولانا مفتی محمد سعید قادری)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ

(۱) حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل سنت کا کیا موقف ہے؟

(۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تیرہ صدیوں میں اکابرین اہل سنت میں سے کسی نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل نہیں بیان کئے بلکہ علمائے اہل سنت نے صرف یہ تحریر فرمایا ہے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سکوت کیا جائے یعنی ان کے فضائل نہیں بیان کئے جائیں گے۔ کیا واقعی اہل سنت کے اکابرین یعنی ائمہ کرام، محدثین عظام، فقہاء ذوی الاحتشام اور صوفیاء کاملین نے ان کے فضائل بیان نہیں کئے؟

(۳) بعض کہتے ہیں کہ جو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرے، ان کے فضائل بیان کرے، وہ خارجی ہے، کیا ان کی یہ بات درست ہے؟

(۴) حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی پر طعن کرنے کے بارے میں علمائے اہل سنت کا کیا موقف ہے؟ کیا سادات کو صحابہ پر طعن کرنا جائز ہے؟

(۵) بعض لوگ کہتے ہیں کہ علمائے اہل سنت نے دیگر صحابہ کے بارے میں مستقل کتب ورسائل لکھے ہیں لیکن ان کے بارے میں ان کے فضائل پر مشتمل یا ان کے حق میں علماء اہل سنت نے کوئی کتاب تحریر نہیں کی، کیا یہ بات درست ہے؟

سائل: محمد فیصل (شادباغ لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایة الحق والصواب۔

اہل سنت کے نزدیک حضرت سیّدنا مولا مشکل کشا شیر خدا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ

وجہہ الکریم اور حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں صحابی رسول ہیں۔ حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شان بہت بلند ہے کہ آپ امیر المومنین، خلیفۂ راشد، داماد رسول، عشرہ مبشرہ اور اولین وآخرین میں سے ہیں، اس کے علاوہ بھی آپ کے بہت فضائل ومناقب ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی جلیل القدر صحابی، کاتب وحی، فقیہ ومجتہد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار یعنی آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو معاملات ہوئے ان میں حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے، لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا' خطائے اجتہادی تھی کیونکہ آپ مجتہد ہیں جیسا کہ (صحیح بخاری، جلد ۵، صفحہ ۲۸ مطبوعہ دار طوق النجاۃ پر ہے)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:" انہ فقیہ" یعنی یہ فقیہ ومجتہد ہیں۔ اور مجتہد کو خطائے اجتہادی پر گناہ نہیں ہوتا، نہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی مواخذہ ہوتا ہے، نہ اس خطا کی بنا پر ان ذوات قدسیہ پر اعتراض اور طعن کرنا شیوہ اہل سنت ہے، بلکہ مجتہد کو تو اس خطا پر بھی ایک اجر دیا جاتا ہے کیونکہ مجتہد ہونا ایسا بلند اور عظیم الشان مرتبہ ہے کہ سنن ابن ماجہ، سنن ترمذی اور المعجم الاوسط وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان منقول ہے " فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد" یعنی ایک فقیہ، شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، جلد ۱، صفحہ ۸۱، داراحیاء الکتب العربیہ) صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی وغیرہ میں ہے "اجتھد ثم أصاب فلہ أجران، واذا حکم فاجتھد ثم أخطافلہ أجر" یعنی مجتہد نے اجتہاد کیا اور درستی کو پالیا تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر اس نے اجتہاد کیا اور خطا کی تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔ (صحیح بخاری، جلد ۹، صفحہ ۱۰۸، دار طوق النجاۃ)

لہٰذا اہل سنت کے نزدیک حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے معاملات میں پڑنا، اس خطائے اجتہادی کی بناء پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا، اعتراضات کرنا حرام سخت حرام بلکہ بدمذہبی وگمراہی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح مخالفت ہے۔ یہاں حکم شرعی یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے معاملات میں خاموشی اختیار کرنا واجب ہے اور ان سب کی اچھی باتوں اور ان کے فضائل وتعظیم کا اظہار واجب ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم اہل سنت کے چاروں ائمہ مجتہدین اور مختلف سلاسل طریقت کے بزرگوں کے حوالے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا، آپ کی عظمت وشان اور آپ پر طعن کے حرام وبدمذہبی ہونے کو بیان کریں گے، اس سے آج کل کے وہ گدی نشین نصیحت حاصل کر کے اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کریں جو ان بزرگوں کے مریدین وخلفاء ہونے کے باوجود اپنے مشائخ طریقت کی تعلیمات کی مخالفت کر رہے ہیں اور جو اس بدعقیدگی کا شکار ہو گئے ہیں وہ اس سے توبہ کریں، ورنہ حکم شرعی یہ ہے کہ ایسا شخص جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے، نہ اس کو امام بنانا جائز ہے نہ اس کی بیعت کرنا جائز ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد ہم سوالات کے جوابات کی طرف آتے ہیں:

(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے اہل سنت کا جو موقف اوپر ذکر کیا گیا، اب اس کی قدرے تفصیل کی جاتی ہے:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ السنن الکبری میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا (والنظم ھذا للبخاری)" دعہ فانہ قد صحب رسول

اللہ" ترجمہ: ان کو کچھ نہ کہو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ، جلد ۵، صفحہ ۲۸، رقم الحدیث ۳۷۶۴-۳۷۶۵، دارطوق النجاۃ)

دورِ صحابیت کی فضیلت:

نبوت کے بعد سب سے افضل درجہ صحابی ہوتا ہے، امت کا کوئی بھی بڑے سے بڑا ولی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری میں، امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری علیہ الرحمۃ نے صحیح مسلم میں، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ نے سنن ترمذی میں، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی علیہ الرحمۃ نے سنن ابوداؤد میں اور امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ نے سنن نسائی میں اور کثیر محدثین کرام نے اپنی اپنی کتب میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ مرفوعا روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (والنظم ھذا للبخاری) "خیر امتی قرنی، ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم" ترجمہ: میری امت میں سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد والے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد والے ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 5، صفحہ 2، دارطوق النجاۃ)

صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم، ولا نصيفه" ترجمہ: میرے صحابہ کو برا نہ کہو، پس اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرے تو وہ ان کے لیے ایک مُد یا آدھا مُد یا آدھا خیرات کرنے کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 5، صفحہ 8، دارطوق النجاۃ)

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ نقشبندی حنفی علیہ الرحمۃ سورۃ الحدید کی آیت نمبر ۱۰ کے تحت فرماتے ہیں:" وایضا یدل صدر الآیۃ علی افضلیۃ الصحابۃ علی من بعدھم بسبقھم فی الاسلام والانفاق والجهاد" ترجمہ: اسی طرح آیت کا پہلا حصہ اس بات پر دلالت کرتا ہے

کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام، انفاق اور جہاد میں اپنی سبقت کی وجہ سے بعد والوں سے افضل ہیں۔ (تفسیر مظہری، جلد ۹، صفحہ ۱۹۲، مکتبہ رشدیہ، کوئٹہ)

سلطان الاصفیاء سید السادات حضرت علی بن عثمان ہجویری حنفی المعروف حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اما جمله اندریک درجه بوده اند، وبحقیقت قرن صحابه خیر قرون بود واندرهمه درجه که بوده اند اندر بهترین وفاضل ترین همه خلق بوده اند: از بعد آن که خداوند سبحانه و تعالیٰ ایشان را صحبت پیغمبر علیه السلام ارزانی دشت واسرار ایشان ازجمله عیوب نگاه داشت کما قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم"۔

ترجمہ: یعنی تمام صحابہ کرام مرتبہ صحابیت میں یکساں ہیں، ان کا زمانہ سب زمانوں سے ہر لحاظ سے افضل تھا درحقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ ہی خیر القرون تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے سرفراز فرمایا اور ان کے دلوں کو تمام عیبوں سے محفوظ رکھا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم، الحدیث"۔ (البخاری شریف) سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے، اس کے بعد وہ زمانہ جو اس سے متصل ہے، پھر وہ جو اس کے بعد آئے گا۔ (کشف المحجوب، باب ذکر اہل الصفہ، صفحہ ۱۵۸)

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"لا تعدل بالصحبة شيئا كائنا ما كان الاترى ان اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه و عليهم وسلم وبارك فضلوا بالصحبة على من عداهم سوى الانبياء عليهم السلام وان كان اويسا قرنيا اوعمر امروانيا مع بلوغهما نهاية الدرجات ووصولهما غاية الكمالات سوى الصحبة فلا جرم صارخطا معاوية خيرا من صوابهما ببركة الصحبة وسهو عمرو بن العاص افضل من صحوهما لما ان ايمان

هؤلاء الكبراء صار بالصحبة شهود يا برؤية الرسول وحضور الملك وشهود الوحى ومعاينة المعجزات وما اتفق لمن عداهم هذه الكمالات التى هى اصول سائر الكمالات كلها و لوعلم اويس فضيلة الصحبة بهذه الخاصية لم يمنعه مانع من الصحبة وماأثرشيئا من الاشياء على هذه الفضيلة والله يختص برحمته من يشاء و الله ذو الفضل العظيم ـــ اللهم وان لم تخلقنافى هذه النشاة فى قرن هؤلاء الاكابرفاجعلنا فى النشاة الاخرة محشورين فى زمرتهم بحرمة سيد المرسلين عليه وعليهم الصلوات والتحيات والتسليمات۔والسلام"۔

ترجمہ: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیت کے برابر کسی چیز کو نہ سمجھو۔ چاہے جو بھی ہو کیا تجھے معلوم نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ہی کی بنا پر انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام لوگوں پر فضیلت حاصل ہے، خواہ اویس قرنی ہوں یا عمر بن عبدالعزیز۔ حالاں کہ یہ دونوں ہستیاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کے علاوہ تمام درجات کی انتہا اور تمام کمالات کی غایت تک پہنچی ہوئی ہیں، اسی لیے بلا شبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا صحبت نبوی کی برکت سے ان دونوں کے درست عمل سے بہتر ہے اور سیدنا عمرو بن عاص کی بھول چوک ان دونوں کی سمجھداری سے افضل ہے، کیونکہ ان بزرگوں کا ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت، فرشتہ کی حاضری، مشاہدہ وحی اور معجزات دیکھنے کی وجہ سے شہودی ہو چکا تھا اور صحابہ کرام کے سوا کسی اور کو اس قسم کے کمالات جو تمام کمالات کے اصول ہیں، نصیب نہیں ہوئے۔ اگر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوتا کہ صحبت کی فضیلت میں یہ خاصیت ہے تو انھیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صحبت سے کوئی چیز مانع نہ ہوتی، اور وہ اس فضیلت پر کسی چیز کو ترجیح نہ دیتے لیکن اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اے اللہ! اگر چہ تو نے ہم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پیدا نہیں فرمایا مگر

بحرمة سید المرسلین قیامت کے دن ہمارا انہی کے زمرہ میں حشر فرمانا۔ والسلام

(مکتوبات، مکتوب صد و بستم، جلد 1، صفحہ 138، انارکلی، لاہور)

تمام صحابہ علیہم الرضوان جنتی ہیں؟

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے اللہ تعالیٰ کی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں یہ فیصلہ ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب سے حُسنیٰ یعنی جنت کا وعدہ فرمالیا ہے۔ اور اس وعدہ مبارکہ میں مومنین قبل فتح مکہ اور مومنین بعد فتح مکہ سب داخل ہیں، لہٰذا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس میں بالضرور داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: "وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ"۔ ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۱۰)

اس آیت کریمہ کے تحت امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں "حدثنی محمد بن عمرو، قال: ثنا أبو عاصم، قال: ثنا عیسى، وحدثنی الحارث قال ثنا الحسن، قال: ثنا ورقاء جمیعا عن ابن أبی نجیح، عن مجاهد (مِنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى) قال: الجنة، حدثنا بشر، قال: ثنا یزید، قال: ثنا سعید، عن قتادة (وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى) قال: الجنة: "یعنی حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حسنیٰ سے مراد جنت ہے۔

(جامع البیان فی تاویل القرآن، جلد 23، صفحہ 177، مؤسسۃ الرسالہ)

امام فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قال تعالى: ولكلا

وعد الله الحسنی و الله بما تعملون خبیر وفیه مسائل : المسألة الأولی : أی و کل واحد من الفریقین وعد الله بالحسنی أی المثوبة الحسنی ، و هی الجنة مع تفاوت الدرجات "۔ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا(و کلا وعدالله الحسنی والله بما تعلمون خبیر) اس میں چند مسائل کاذکر ہے: پہلا مسئلہ: یعنی دونوں فریقوں میں سے ہرایک سے اللہ تعالیٰ نے حسنی کا وعدہ کیا ہے یعنی ان کوبطور ثواب حسنی دیا جائے گااور حسنی سے مراد جنت ہے،درجات کے فرق کے ساتھ۔(مفاتیح الغیب(تفسیر کبیر)،جلد۲۹،صفحہ۴۵۳،دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"فِیْهِ خَمْسُ مَسَائِلَ ...... الخامسة۔ قوله تعالیٰ : (و کلاوعد الله الحسنی) أی المتقدمون المتناهون السابقون، والمتأخرون اللاحقون، وعدهم الله جمیعا الجنة مع تفاوت الدرجات"۔ترجمہ:اس میں پانچ مسائل کاذکر ہے...... پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: اللہ تعالیٰ نے سب سے حسنی کا وعدہ فرمالیا ہے یعنی سبقت کرنے والے پہلے اور بعد میں شامل ہونے والے متاخرین۔اللہ تعالیٰ نے ان سب سے درجات کے فرق کے ساتھ جنت کاوعدہ فرمالیا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن(تفسیر قرطبی)،جلد9،جزء17،صفحہ 241،دارالکتب المصریہ،قاہرہ)

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"وَکُلًّا: أی کل واحد من الفریقین (وَعَدَ اللّٰهُ الحسنی) أی المثوبة الحسنی وهی الجنة مع تفاوت الدرجات"،ترجمہ:اورسب سے یعنی دونوں گروہوں میں سے ہرایک سے اللہ نے حسنی کاوعدہ فرمالیااور وہ جنت ہے،درجات کے فرق کے ساتھ۔

(مدارک التنزیل وحقائق التاویل(تفسیر نسفی)،جلد3،صفحہ 435،دارالکلم الطیب،بیروت)

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ نقشبندی مظہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"وَکُلًّا ــــ ای کل واحد من الفریقین من الصحابة الذین أنفقوا قبل الفتح والذین أنفقوا بعده وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ط لایحل الطعن فی أحد منهم و لا بد حمل مشاجراتهم علی محامل

حسنة و اغراض صحیحة اوخطأالاجتهاد ــــ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ عالم بالبواطن کعلمه بالظواهر فیجازی علی حسبه "۔ترجمہ:اورتمام یعنی وہ صحابہ جنھوں نے قبل فتح مکہ خرچ کیااور جنھوں نے بعد فتح مکہ خرچ کا ان دونوں گروہوں میں سے ہرایک سے اللہ تعالیٰ نے حسنی کا وعدہ فرمالیا۔ان میں سے کسی ایک کے بارے میں طعن کرنا حلال نہیں ہے۔اوران کے مشاجرات کو اچھے محامل اور درست اغراض یا اجتہادی خطا پرمحمول کرنا ضروری ہے۔اور جوتم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔وہ باطن کو بھی ایسے ہی جانتا ہے جیسے ظاہر کو جانتا ہے،تو وہ ہرایک کو اس کے مطابق بدلہ دے گا۔

(تفسیر مظہری،جلد9،صفحہ 192،مکتبہ رشیدیہ،کوئٹہ)

آپ رضی اللہ عنہ کاتب وحی ہیں:

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب وحی تھے اورآپ کو کتابت وحی کا بھی شرف حاصل ہوا،چنانچہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد(ایک روایت کے مطابق) آپ کے والدگرامی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کی تھی: یانبی اللہ! میرے بیٹے کو اپنا کاتب بنالیجئے! تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عرضی قبول فرمالی۔

(صحیح مسلم،باب من فضائل ابی سفیان ـــ جلد4،صفحہ 1945،رقم 2501،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب مقرر فرمادیااورآپ اس خدمت کے لئے بارگاہ اقدس میں حاضر رہنے لگے۔جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں"ان معاویة کان یکتب بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔ترجمہ: بے شک معاویہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کتابت کافریضہ سرانجام دیتے تھے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،مسند عبداللہ بن عمرو ـــ جلد13،صفحہ 554،رقم 14446،مکتبہ ابن تیمیہ،قاہرہ)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اس کو امام طبرانی کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:"واسناده حسن"یعنی اس کی سند حسن ہے۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،باب ماجاء فی معاویة ـــ،جلد9،صفحہ 357،رقم 15924،مکتبۃ القدسی وغیرہ)

اسی دوران نبی کریم ﷺ آپ کی تربیت بھی فرمایا کرتے جیسا کہ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں لکھ رہا تھا، تو حضور ﷺ نے فرمایا: "يا معاوية الق الدواة وحرف القلم، وانصب الباء، و فرق السين، ولاتعور الميم، وحسن الله، ومد الرحمن، وجود الرحيم "ترجمہ: اے معاویہ! دوات کی سیاہی درست رکھو، قلم کو ٹیڑھا کرو، (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) ب کھڑی لکھو، اس کے دندانے جدا رکھو، سین کے دائرے کو اندھا نہ کرو (کھلا رکھو) لفظ اللہ خوب صورت لکھو، لفظ رحمٰن کو دراز کرو اور لفظ رحیم عمدگی سے لکھو۔

(فضائل القرآن للمستغفری، باب ماجاء فی فضل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وحرمتھا وتجوید کتابتھا، جلد 1، صفحہ 436، رقم الحدیث 556، دار ابن حزم)

پھر ایک وقت آیا کہ عام کتابت کے علاوہ نبی مکرم ﷺ نے آپ کی کتابت وحی کی بھی ذمہ داری لگادی، تو اس طرح دیگر کاتبین وحی صحابہ کے ساتھ آپ بھی یہ فریضہ سرانجام دینے لگے۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "و كان يكتب الوحي" آپ رضی اللہ عنہ وحی کی کتابت فرماتے تھے۔

(دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، باب ماجاء فی دعاءہ ﷺ علی من اکل بشمالہ۔۔۔، جلد 6، صفحہ 243، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذھبی علیہ الرحمۃ اس کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں "قد صح عن ابن عباس"۔

(تاریخ الاسلام ودوفیات المشاہیر والاعلام، حرف المیم، معاویۃ بن ابی سفیان۔۔۔، جلد 6، صفحہ 309، دار الکتاب العربی، بیروت)

بعض لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی ہونے میں شکوک وشبہات کا شکار ہیں، ان کے اس شک کو دور کرنے کے لیے چند اُن اکابرین اہل سنّت کے نام ذکر کیے جاتے ہیں جنھوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی کتب میں کاتب وحی کے لقب سے ذکر فرمایا ہے:

(1) حافظ ابوبکر محمد بن حسین آجری بغدادی (متوفی 360ھ)، (2) حافظ الکبیر امام ابوبکر احمد بن حسین خراسانی بیہقی (متوفی 458ھ)، (3) امام شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد سرخسی حنفی (متوفی 483ھ)، (4) قاضی ابوالحسین محمد بن محمد حنبلی (ابن ابی یعلی) (متوفی 526ھ)، (5) حافظ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد قرشی طلیحی (قوام السنہ) (متوفی 535ھ)، (6) علامہ ابوالفتوح محمد بن محمد ہمدانی (ابوالفتوح الطائی) (متوفی 555ھ)، (7) علامہ ابوالحسن علی بن بسام اندلسی (متوفی 542ھ)، (8) حافظ ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم جوزقانی (متوفی 543ھ)، (9) امام حافظ ابوالقاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ شافعی (ابن عساکر) (متوفی 571ھ)، (10) امام حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی جوزی (متوفی 597ھ)، (11) ابوجعفر محمد بن علی بن محمد ابن طباطبا علوی (متوفی 709ھ)، (12) حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشی شافعی (متوفی 774 ھ)، (13) حافظ ابراہیم بن موسی مالکی (شاطبی) (متوفی 790ھ)، (14) حافظ نورالدین ابوالحسن علی بن ابوبکر بن سلیمان ہیثمی (متوفی 807ھ)، (15) علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن علی حسینی مقریزی (متوفی 845ھ)، (17) امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی (متوفی 852ھ)، (18) امام حافظ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی حنفی (متوفی 855ھ)، (19) علامہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد قسطلانی مصری شافعی (متوفی 923ھ)، (20) امام حافظ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد (ابن حجر ہیثمی) مکی شافعی (متوفی 974ھ)، (21) علامہ اسماعیل بن مصطفی حقی حنفی (متوفی 1127ھ)، (22) مجدد دین وملت شیخ الاسلام امام اہل سنت حافظ احمد رضا بن مفتی نقی علی خان ہندی حنفی (متوفی 1340ھ)،

(23) شارح بخاری علامہ سید محمود احمد بن سید ابوالبرکات احمد بن سید دیدار علی شاہ محدث الوری حنفی (متوفی 1419ھ)۔

سسرالی رشتہ داری:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار بھی ہیں کہ آپ کی ہمشیرہ سیدہ ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے بھی مشرف ہیں۔ (عامہ کتب سیرت وتاریخ)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رشتہ داری کے بارے میں فرمایا: "كل نسب و صهر ينقطع يوم القيامة الانسبي وصهري"۔ ترجمہ: قیامت کے دن تمام نسبی اور سسرالی رشتے منقطع ہو جائیں گے ماسوا میرے نسب اور سسرال والوں کے۔

(حدیث الزہری، صفحہ 388 رقم الحدیث 359، الفوائد جلد 2، صفحہ 233، رقم الحدیث 1603، وغیرہ)

اس معنی کی حدیث پاک کے بارے میں امام ابوبکر احمد بن محمد خلاّل بغدادی حنبلی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ ثقہ محدث حافظ ابوالحسن عبدالملک بن عبدالحمید میمونی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے عرض کی: کیا یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں "كل صهر ونسب ينقطع الا صهري و نسبي" آپ نے فرمایا "بلی" کیوں نہیں۔ "قلت وهذه لمعاوية؟" میں نے عرض کی: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس میں داخل ہیں؟ "قال نعم، له صهر ونسب" آپ نے فرمایا: ہاں سیدنا معاویہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسبی وسسرالی رشتہ دار ہیں۔ (السنۃ ذکر ابی عبدالرحمن معاویۃ۔۔ جلد ۲، صفحہ ۴۳۳، رقم الحدیث ۶۵۴، دارالرایہ، ریاض)

خال المؤمنین (امت کے ماموں)

اس رشتہ داری کی بناء پر علمائے کرام کی ایک تعداد نے فرمایا کہ آپ امت کے ماموں لگتے ہیں۔ امام ابوبکر محمد بن حسین آجری بغدادی علیہ الرحمہ سورۃ ممتحنہ کی آیت نمبر 7 کی تفسیر کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں "فكانت ام حبيبة ام المؤمنين ومعاوية خال المؤمنين"۔ ترجمہ: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہو گئیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امت کے ماموں ہو گئے۔

(الشریعۃ، باب ذکر مصاہرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 5، صفحہ 2448، رقم الحدیث 1930، دارالوطن، ریاض)

سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر خال المؤمنین ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ دونوں بزرگ خال المؤمنین ہیں۔ پھر انھیں خال المؤمنین کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا "معاوية اخو ام حبيبة بنت ابي سفيان زوج النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورحمهما وابن عمر اخو حفصة زوج النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورحمهما"۔ ترجمہ: (ان دونوں بزرگوں کو خال المؤمنین اس لیے کہا جاتا ہے کہ) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سیدہ ام حبیبہ (رملہ) بنت ابی سفیان کے بھائی ہیں۔ اللہ عزوجل ان دونوں پر رحم فرمائے۔ اور سیدنا عبداللہ ابن عمر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سیدہ حفصہ (بنت فاروق اعظم) کے بھائی ہیں۔ اللہ عزوجل ان دونوں پر بھی رحم فرمائے۔

امام احمد بن حنبل کی یہ بات سن کر سائل نے دوبارہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خال المؤمنین کہنے کے بارے میں پوچھا تو امام صاحب نے فرمایا: نعم۔ ہاں۔ (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خال المؤمنین ہیں)۔ (السنۃ، ذکر ابی عبدالرحمن معاویۃ۔۔ جلد ۲، صفحہ ۴۳۳، رقم ۶۵۷، دارالرایہ، ریاض)

آپ کی اس فضیلت کا تذکرہ بھی کثیر اکابرین اہل سنت نے کیا ہے، ان میں سے چند کے نام سے ہیں:

(1) حضرت عبداللہ بن مبارک کے استاذ ابو محمد حکم بن ہشام ثقفی کوفی، (2) علامہ مطہر بن طاہر مقدسی (متوفی 355ھ)، (3) امام حافظ ابوبکر محمد بن حسین آجری بغدادی (متوفی 360ھ)، (4) قاضی ابوالحسین محمد بن محمد حنبلی (ابن ابی یعلی) (متوفی 526ھ)، (5) حافظ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد قرشی طلیحی (قوام السنہ) (متوفی 535ھ)، (6) حافظ ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم جوزقانی (متوفی 543ھ)، (7) علامہ ابوالفتوح محمد بن حمد ہمدانی (ابوالفتوح الطائی) (متوفی 555ھ)، (8) امام حافظ ابوالقاسم علی بن حسن (ابن عساکر) شافعی (متوفی 571ھ)، (9) عارف باللہ، مولانائے روم شیخ جلال الدین محمد بن محمد بہاؤالدی رومی (متوفی 604ھ)، (10) امام الائمہ مفتی الامہ ابومحمد موفق الدین عبداللہ بن

احمد (ابن قدامہ) مقدسی حنبلی (متوفی 620ھ)، (11) حافظ عماد الدین ابوالفدا اسمٰعیل بن عمر (ابن کثیر) قرشی دمشقی (متوفی 774ھ)، (12) امام حافظ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد (ابن حجر) ہیتمی شافعی (متوفی 974ھ)، (13) علامہ نورالدین علی بن محمد (ملاعلی قاری) حنفی (متوفی 1014ھ)۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول، کاتب وحی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار ہیں۔

(۲) ایسا کہنے والے لوگ یا تو جاہل ہیں یا رافضیت زدہ ہیں جو قصداً عوام اہل سنت کو دھوکہ دینے کے لیے اس طرح کی گفتگو کر رہے ہیں کیونکہ علمائے اہل سنت نے کتب عقائد میں جو یہ لکھا ہے کہ ''سکوت کی جائے، خاموشی اختیار کی جائے، زبان بند رکھی جائے، اس حوالے سے سب سے پہلے یہ دیکھا جانا چاہیے کہ انھوں نے کس چیز کے بارے میں کہا کہ اس کو بیان کرنے سے خاموشی اختیا کی جائے اور زبان بند رکھی جائے۔ کوئی بھی صاحب علم ان کتب کو آج بھی پڑھ سکتا ہے اور دیکھ سکتا ہے کہ وہاں یہ لکھا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان پر طعن کرنے سے زبان بند رکھی جائے، ان کے درمیان ہونے والے مشاجرات میں سکوت کیا جائے، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان جو اختلاف وقتال ہوا اس میں پڑنے سے رکا جائے۔ انھوں نے یہ نہیں لکھا کہ ان کے فضائل بیان کرنے سے زبان بند کی جائے یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ نہیں لکھا کہ ان کے فضائل بیان کرنے سے خاموش رہا جائے، بلکہ اکابرین اہل سنت نے یہ لکھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعظیم ہم پر لازم ہے، ان کی تعریف ہم پر لازم ہے، ان کے فضائل کا اظہار ہم پر لازم ہے اور پھر انھوں نے خود بھی اپنی کتابوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بالعموم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بالخصوص تعریف کی، ان کے فضائل بیان کئے، ان کے اوصاف حمیدہ بیان کئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہم ان میں سے بعض کتب کی عبارات

پیش کرتے ہیں جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ ایسا کہنے والے جاہل ہیں کہ یہ اپنے اکابر ائمہ کی کتب میں مذکور باتوں سے لاعلم ہیں اور اگر یہ جاہل نہیں بلکہ قصداً لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں پھر تو اس سے بھی بڑے مجرم ہیں کہ یہ جھوٹے اور دھوکہ باز ہیں۔

کن امور کے بارے میں ''خاموشی'' اختیار کرنے کا حکم؟ اور کیا ''بیان'' کرنے کا حکم ہے؟

حضرت غوث اعظم عبدالقادر جیلانی حنبلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "واتفق اهل السنة وجوب الكف عما شجر بينهم والامساك عن مساويهم واظهار فضائلهم ومحاسنهم وتسليم امرهم الى الله عزوجل على ما كان"۔ ''یعنی اہل سنت اس بات کے واجب ہونے پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے مشاجرات میں زبان بند رکھی جائے، اور ان کی برائی بیان کرنے سے رُکا جائے، اور اس بات کے واجب ہونے پر متفق ہیں کہ ان کے فضائل اور محاسن کا ظاہر کیا جائے اور ان کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے جیسے وہ ہے۔ (غنیۃ الطالبین، جلد ۱، صفحہ ۱۶۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

کمال الدین محمد بن محمد المعروف ابن ابی شریف علیہ الرحمہ اہل سنت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "(واعتقاد اهل السنة) والجماعة (تزكية جميع الصحابه) رضي الله عنهم وجوباً باثبات العدالة لكل منهم والكف عن الطعن فيهم، (والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه وتعالى عليهم"۔ ترجمہ: ''اہل سنت کا عقیدہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی پاکیزگی بیان کرنا ہے) کیونکہ ان سب کی عدالت کو ثابت کرنا واجب ہے اور ان سب کے معاملہ میں طعن سے رکے رہنا واجب ہے۔ (اور ان کی تعریف کرنا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے)۔

(المسامرۃ شرح المسایرہ، صفحہ 313، مطبعۃ السعادۃ، مصر)

ہر شخص غور کرسکتا ہے کہ ہمارے ائمہ کس چیز سے روک رہے ہیں اور کس چیز کو بیان کرنا واجب کہہ رہے ہیں؟ مزید عبارات ملاحظہ ہوں:

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "نحب اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ ولا نفرط فی حب احد منھم ولا نتبرا من احد منھم ونبغض من یبغضھم وبغیر الخیر یذکرھم ولا نذکرھم الا بخیر وحبھم دین وایمان واحسان وبقضھم کفر ونفاق وطغیان ــــ ومن احسن القول فی اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ وازواجه الطاهرات من کل دنس وذریاته المقدسین من کل رجس فقد برئ من النفاق"۔ ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی ایک کی محبت میں حد سے تجاوز نہیں کرتے اور نہ ہم ان میں سے کسی ایک پر تبرا کرتے ہیں اور جو ان سے بغض رکھے اور بھلائی کے بغیر ان کا ذکر کرے، ہم اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اور ہم صحابہ کا ذکر صرف خیر کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان کی محبت دین وایمان اور احسان ہے اور ان کا بغض کفر ونفاق اور سرکشی ہے اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب، آپ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی آل پاک کے بارے میں اچھا قول کیا تو وہ نفاق سے بری ہے۔ (العقیدۃ الطحاویہ، صفحہ 82،81، رقم 93,96، المکتب الاسلامی، بیروت)

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اعتقاد اهل السنة تزکیة جمیع الصحابة والثناء علیهم کما اثنی اللّٰه سبحانه وتعالٰی ورسوله ﷺ وما جری بین معاوية وعلی رضی اللّٰه عنهما کان مبنیا علی الاجتهاد"۔ ترجمہ: اہل سنت کا عقیدہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزگی بیان کرنا اور ان کی تعریف کرنا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعریف کی ہے۔ اور جو حضرت معاویہ اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوا، وہ اجتہاد پر مبنی ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب قواعد العقائد، الفصل الثالث، جلد 1، صفحہ 93، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

کیا تیرہ صدیوں تک کسی نے حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان نہیں کیے؟

کچھ لوگوں کا یہ کہنا "تیرہ صدیوں میں کسی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل نہیں بیان کیے" یہ بھی یا تو جہالت ہے یا پھر کذب ودجل پر مشتمل ہے۔ ہم آپ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں احادیث طیبات اور صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین، ائمہ مجتہدین، مجددین، محدثین، فقہاء اور صوفیاء کرام کی وہ عبارات دکھاتے ہیں جن میں انھوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل وخوبیاں بیان کی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی تعریفات کی ہیں تاکہ اتنا بڑا دعویٰ کرنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ دعوے اتنے بڑے اور خبر اتنی بھی نہیں کہ بزرگوں نے کیا لکھا ہے۔

احادیث طیبات:

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی 256ھ) علیہ الرحمہ التاریخ الکبیر میں، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی 279ھ) علیہ الرحمہ مسند احمد میں، حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی 430ھ) علیہ الرحمہ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء میں، امام عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر قرشی (ابن کثیر) (متوفی 774ھ) جامع المسانید والسنن الهادی میں اور امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابو بکر سیوطی شافعی (متوفی 911ھ) علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں وغیرھم وھو کثیر فی کتبھم اللھم اجعله هادیا مهدیا واهده واهدبه "ترجمہ: حضرت سیدنا ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ! اسے ہادی ومہدی بنا، اسے ہدایت دے اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔

(التاریخ الکبیر، عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ، جلد 5، صفحہ 240، رقم 791، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن)

اس حدیث کی شرح میں امام شرف الدین حسین بن عبداللہ طیبی (متوفی 743ھ)،

علامہ نور الدین علی بن محمد (ملا علی قاری) حنفی (متوفی 1014ھ) رحمۃ اللہ علیہ اور امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد (ابن حجر ہیتمی) شافعی (متوفی 974ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (والنظم هذا لابن حجر "فتامل هذا الدعاء من الصادق المصدوق وان ادعيته لامته لاسيما اصحابه مقبولة مردودة تعلم ان الله سبحانه استجاب لرسول الله ﷺ بهذا الدعاء لمعاوية فجعله ها ديا للناس مهديا في نفسه ومن جمع الله له بين هاتين المرتبتين كيف يتخيل فيه ماتقوله عليه المبطلون ووصمه به المعاندون معاذ الله لايدعو رسول الله ﷺ هذا الدعاء الجامع لمعالي الدنيا والاخرة المانع لكل نفص نسبته اليه الطائفة المارقة الفاجرة الالمن علم ﷺ انه اهل لذلك حقيق بما هنالك"۔ پس غور کرو یہ صادق ومصدوق ﷺ کی دعا ہے، آپ ﷺ کی دعا بلاشبہ آپ کی امت کے حق میں بالخصوص آپ کے صحابہ کرام کے حق میں مقبول ہے، رد ہونے والی نہیں۔ تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول فرما کر ان کو ہدایت یافتہ اور لوگوں کے لئے راہنما بنا دیا اور جس شخصیت میں اللہ تعالیٰ یہ دونوں مقام جمع فرما دے اس کے بارے میں وہ سب کچھ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے جو باطل پرست ان کے خلاف کہتے ہیں اور جو معاندین ان پر عیب لگاتے ہیں معاذ اللہ۔ رسول اللہ ﷺ کی ایسی دعا کہ جو دنیا وآخرت کے بلند مقامات کی جامع ہے اور ہر اس نقص کی مانع ہے جس کی نسبت فاسق وگمراہ فرقہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کرتا ہے، صرف اسی کے حق میں کر سکتے ہیں جو حقیقتاً اس دعا کا اہل وحقدار ہو۔

(تطہیر الجنان واللسان عن الخطور والتفوہ بثلب سیدنا معاویہ بن ابی سفیان، الفصل الثانی فی فضائلہ ومناقبہ وخصوصیاتہ وعلومہ واجتہادہ، صفحہ 49، دار الصحابہ للتراث)

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی 256ھ) رحمۃ اللہ علیہ التاریخ الکبیر میں سند صحیح کے ساتھ، امام عبد اللہ احمد بن حنبل شیبانی (متوفی 241ھ) رحمۃ اللہ علیہ مسند احمد اور فضائل

الصحابہ میں، امام ابو بکر احمد بن عمرو المعروف بزار (متوفی 292ھ) رحمۃ اللہ علیہ مسند بزار میں، امام ابو حاتم محمد بن حبان دارمی (متوفی 354ھ) رحمۃ اللہ علیہ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان میں، امام عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر قرشی (ابن کثیر) (متوفی 774ھ) جامع المسانید والسنن الہادی میں اور امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی (متوفی 911ھ) رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں نقل کرتے ہیں (والنظم هذا للبخاري)" أبو مسهر عن سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد عن عبد الرحمن بن عميرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم اللهم علم معاوية الحساب وقه العذاب"۔ ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عمیرہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے یہ دعا کی: اے اللہ معاویہ کو حساب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔

(التاریخ الکبیر، معاویۃ بن ابی سفیان بن حرب۔۔۔ جلد 7، صفحہ 326، رقم 1405، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرامین:

امام علی بن حسن المعروف بابن عساکر (متوفی 571ھ) رحمۃ اللہ علیہ تاریخ دمشق میں، امام محمد بن احمد ذہبی (متوفی 748ھ) رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الاسلام میں اور امام اسماعیل بن عمر قرشی (ابن کثیر) (متوفی 774ھ) رحمۃ اللہ علیہ البدایہ والنہایہ میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے (والنظم هذا لابن كثير) "مارايت احدا بعد عثمان اقضى بحق من صاحب هذا الباب، يعني معاوية" ترجمہ: میں نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(البدایہ والنہایہ، ترجمہ معاویۃ وذکر شیئ۔ جلد 7، صفحہ 326، رقم الحدیث 1405، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، دکن)

امام محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی 256ھ) رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں اور امام احمد بن حسین خراسانی بیہقی (متوفی 458ھ) رحمۃ اللہ علیہ السنن الکبری میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت

سیدنا عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا (والنظم ھذاللبخاری) "دعه فانه قد صحب رسول اللّٰہ وقال ایضاانه فقیه"۔ ترجمہ: ان کو کچھ نہ کہو، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ نے یہ بھی فرمایا: یہ فقیہ ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ، جلد5، صفحہ 28، رقم 3764-65، دار طوق النجاۃ)

امام محمد بن ادریس شافعی مکی (متوفی 204ھ) علیہ الرحمۃ نے مسند شافعی ہیں، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی 211ھ) علیہ الرحمۃ نے مصنف عبدالرزاق اور امام احمد بن حسین خراسانی بیہقی (متوفی 458ھ) علیہ الرحمۃ نے السنن الکبری میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمان بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا (والنظم ھذاللامام الشافعی) "اصاب ای بنی لیس احد منا اعلم من معاویه" ترجمہ: اے بیٹے! انھوں نے درست کیا، ہم میں سے کوئی بھی معاویہ سے زیادہ علم والا نہیں ہے۔

(مسند الشافعی، ومن کتاب الصوم والصلوۃ والعیدین۔۔، صفحہ 86 دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ تفسیر الامام الشافعی، تحت سورۃ المزمل، جلد3، صفحہ 1408 دار التدمریہ، سعودیہ)

امام محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی 256ھ) علیہ الرحمۃ نے التاریخ الکبیر میں، امام احمد بن محمد خلال حنبلی (متوفی 311ھ) علیہ الرحمۃ نے السنہ میں، علامہ محمد سعد بصری المعروف بابن سعد (متوفی 230ھ) علیہ الرحمۃ نے الطبقات الکبری میں، ابو القاسم عبداللہ بن محمد بغوی (متوفی 317ھ) علیہ الرحمۃ نے معجم الصحابہ میں، امام ابونعیم بن عبداللہ اصبہانی (متوفی 430ھ) علیہ الرحمۃ نے معرفۃ الصحابہ میں، امام علی بن حسن المعروف بابن عساکر (متوفی 571ھ) علیہ الرحمۃ نے تاریخ دمشق میں اور امام شمس الدین محمد بن احمد ذھبی (متوفی 748ھ) علیہ الرحمۃ نے سیر اعلام النبلاء میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت کیا ہے (والنظم ھذاللبخاری) "مارایت رجلا کان اخلق للملک من معاویه" ترجمہ: "میں نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ حکومت کے لائق کسی کو نہیں دیکھا۔

(التاریخ الکبیر، معاویہ بن ابی سفیان۔، جلد7، صفحہ 327، رقم الحدیث 1405، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن)

امام ابوبکر بن ابی عاصم شیبانی (متوفی 287ھ) علیہ الرحمۃ الاحاد والمثانی میں، امام احمد بن محمد خلال حنبلی (متوفی 311ھ) علیہ الرحمۃ السنہ میں، علامہ ابوبکر محمد بن جعفر خرائطی (متوفی 327ھ) علیہ الرحمۃ مکارم الاخلاق میں اور امام سلیمان بن احمد طبرانی (متوفی 360ھ) علیہ الرحمۃ المعجم الاوسط اور المعجم الکبیر میں نقل کرتے ہیں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا (والنظم ھذاللطبرانی) "مارایت احد ابعد رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسود من معاویة" ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد معاویہ سے بڑا کوئی سردار نہیں دیکھا۔

(المعجم الکبیر، المطلب بن عبداللہ بن حطب عن ابن عمر، جلد12، صفحہ 387، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ)

امام محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی 256ھ) علیہ الرحمۃ نے التاریخ الکبیر اور تخریج الاحادیث المرفوعہ میں، امام محمد بن عیسی ترمذی (متوفی 279ھ) علیہ الرحمۃ نے سنن ترمذی میں، امام ابن اثیر جزری (متوفی 606ھ) نے جامع الاصول فی احادیث الرسول میں اور امام شمس الدین محمد بن احمد ذھبی (متوفی 748ھ) علیہ الرحمۃ نے سیر اعلام النبلاء میں نقل فرمایا کہ سیدنا عمیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (والنظم ھذاللترمذی) "لا تذکروا معاویة الابخیرفانی سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول، اللھم اھدبه" ترجمہ: (حضرت) معاویہ کا ذکر صرف خیر کے ساتھ کرو۔ پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے کہ اے اللہ! اس کے ذریعہ سے (دوسروں کو) ہدایت دے۔

(سنن ترمذی، باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان، جلد5، صفحہ 687، رقم 3843، مصطفی البابی حلبی، مصر)

امام احمد بن محمد خلال حنبلی (متوفی 311ھ) علیہ الرحمۃ السنہ میں تحریر فرمایا کہ امام محمد بن سیرین تابعی کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کان معاویة احلم الناس" ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ بردبار تھے۔

(السنہ، ذکر ابی عبدالرحمن بن ابی سفیان۔۔، جلد2، صفحہ 443، رقم 681، دار الرایہ، ریاض)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تابعین رحمہم اللہ کے فرامین:

المعرفة التاریخ، تاریخ دمشق اور سیر اعلام النبلاء للذھبی میں منقول ہے کہ

ابوالعلاء قبیصہ بن جابر تابعی نے فرمایا (والنظم هذا للذهبي) "ما رايت رجلا اثقل حلما ولا ابطأ جهلا ولا ابعده اناة منه" ترجمہ: "میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑا حلیم، جہالت سے بہت زیادہ دور اور بڑا باوقار آدمی کوئی نہیں دیکھا۔

(سیر اعلام النبلاء، معاویۃ ابی سفیان صخر بن حرب الاموی، جلد 3، صفحہ 153، مؤسسۃ الرسالہ)

طبقات ابن سعد اور تاریخ دمشق سیر اعلام النبلاء للذہبی میں ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں وصال فرمانے والے ثقہ تابعی، حضرت ابواسحاق کعب بن ماتع حمیری (کعب احبار) نے فرمایا (والنظم هذا للذهبي) "لن يملك احد من هذه الامة ما ملك معاوية" ترجمہ: جس طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکمرانی کی ہے اس امت میں کسی نے نہیں کی۔

(سیر اعلام النبلاء، معاویۃ ابی سفیان صخر بن حرب الاموی، جلد 3، صفحہ 453، مؤسسۃ الرسالہ)

تاریخ دمشق اور البدایہ والنہایہ میں ہے کہ حضرت ابومحمد سعید بن مسیب قرشی مخزومی سے جب امام زہری نے صحابۂ کرام کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا" اسمع يازهري من مات محبا لابي بكر وعمر عثمان وعلي شهد للعشرة بالجنة وترحم علي معاوية، كان حقيقا علي الله ان لايناقشه الحساب" ترجمہ: اے زہری سنو! جس کسی کو اس حال میں موت آئی کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم طرف سے وہ اس بات کا حق دار ہے کہ وہ اس کا حساب سختی سے نہ لے۔

(البدایہ النہایہ، ترجمہ معاویۃ وذکر شیئ من ایامہ۔۔۔، جلد 8، صفحہ 148، دار احیاء، التراث العربی)

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للقرطبی اور تاریخ دمشق میں ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے امام حسن بصری تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اے ابوسعید! یہاں کچھ لوگ ہیں جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو جہنمی کہتے ہیں۔ سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا (والنظم هذا للقرطبي) "لعنهم الله وما يدريهم من في النار" ترجمہ: ان پر اللہ کی

لعنت ہو انھیں کیا خبر جہنم میں کون ہے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، معاویۃ بن ابی سفیان، جلد 3، صفحہ 1422، دار الجیل، بیروت)

امام احمد بن محمد خلال حنبلی السنہ میں نقل کرتے ہیں کہ ثقہ و حجۃ امام ابوالحجاج مجاہد بن زبیر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لو رايتم معاوية لقلتم: هذا المهدي" ترجمہ: اگر تم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے تو تم کہتے یہ ہدایت یافتہ ہیں۔

(السنۃ، ذکر ابی عبدالرحمٰن معاویۃ۔۔۔، جلد 2، صفحہ 438، رقم 669، دار الرایہ، ریاض)

اکابر محدثین، مجتہدین اور فقہاء کے استاذ، امام ابومحمد سلیمان بن مہران (اعمش) تابعی (متوفی 147 یا 148ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک دفعہ لوگوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے عدل و انصاف کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا" فكيف لو ادركتم معاوية" (تم حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عدل کی بات کرتے ہو) اگر تم سیدنا معاویہ کو دیکھتے تو تمہارا کیا حال ہوتا۔

(چونکہ سیدنا معاویہ کا حلم و بردباری لوگوں میں بہت مشہور تھا اس لئے) انھوں نے پوچھا" يااباامحمد يعني في حلمه؟" اے ابومحمد! کیا آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم کی بات کررہے ہیں؟ آپ نے فرمایا" لاوالله بل في عدله" نہیں اللہ کی قسم! بلکہ آپ کے عدل و انصاف کی بات کررہا ہوں۔ (یعنی سیدنا معاویہ کا حلم ہی نہیں، عدل و انصاف بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بڑھ کر ہے۔)

(السنۃ، ذکر ابی عبدالرحمٰن معاویۃ۔۔۔، جلد 2، صفحہ 437، رقم 667۔ المنتقی من منہاج الاعتدال فی نقض کلام اہل الرفض والاعتزال للذہبی، الفصل الثالث فی امامۃ علی رضی اللہ عنہ، صفحہ 388)

سیدنا امیر معاویہ اور تابعین کا تقابل:

مشہور ولی اللہ حضرت بشر بن حارث حافی (متوفی 227ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ، حافظ الحدیث، ولی کامل و باکرامت امام ابومسعود معافی بن عمران علیہ الرحمہ (متوفی 185ھ) ک

ایک فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں: آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی نے سوال کیا:

" یاابا مسعود این عمر بن عبدالعزیز من معاویة بن ابی سفیان ؟ فغضب من ذلك غضبا شدیدا وقال لایقاس باصحاب رسول الله احد، معاویة صاحبه وصهره وکاتبه وامینه علی وحی الله عزوجل وقد قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم دعوالی اصحابی واصهاری فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین"

ترجمہ: اے ابومسعود! معاویہ بن ابی سفیان کے مقابلہ میں عمر بن عبدالعزیز کا کیا مقام ہے؟ تو آپ اس سوال کی وجہ سے بہت زیادہ غصہ ہوئے اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ معاویہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی، سسرالی رشتہ دار، کاتب اور اللہ تعالیٰ کی وحی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین ہیں اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے لئے میرے اصحاب اور میرے سسرالی رشتہ داروں کو چھوڑ دو تو جس نے ان کو گالی دی، اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

(تاریخ بغداد، معاویۃ بن ابی سفیان، جلد 1، صفحہ 577، رقم 134، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ائمہ و مجتہدین کے فرامین:

امام مجتہد، سراج الامہ، کاشف الغمہ، سید الفقہاء والمحدثین حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (متوفی 150ھ) رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات و مشاجرات کے باوجود سب کے بارے میں مطلقا یہ ارشاد فرماتے ہیں " نتولاهم جمیعا ولانذکر الصاحابة الا بخیر" ترجمہ: ہم تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور انھیں بھلائی سے ہی یاد کرتے ہیں۔ (الفقہ الاکبر مع شرح ملا علی قاری، صفحہ 207، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت)

اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری حنفی (متوفی 1014ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" وان صدرمن بعضهم بعض ماهوفی الصورة شرفانه امام کان عن اجتهاد

ولم یکن علی وجه فساد من اصرار وعناد "

ترجمہ: "یعنی اگر چہ بعض صحابہ سے وہ چیزیں صادر ہوئیں جو بظاہر درست معلوم نہیں ہوتیں لیکن وہ سب اجتہاد کے زمرے میں آتی ہیں، از روئے فساد نہیں تھیں۔"

(منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر، صفحہ 209، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت)

امام مجتہد امام ابوعبداللہ بن محمد بن ادریس شافعی مکی (متوفی 204ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے مسند شافعی میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمان روایت فرمایا ہے کہ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا" اصاب ای بنی لیس احدمنا اعلم من معاویة " ترجمہ: اے بیٹے! انھوں نے درست کیا، ہم میں سے کوئی بھی معاویہ سے زیادہ علم والا نہیں ہے۔

(مسند الشافعی، ومن کتاب الصوم والصلوۃ والعیدین۔۔۔، صفحہ 86، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ تفسیر الامام الشافعی، تحت سورۃ المزمل، جلد 3، صفحہ 1408، دار التدمریہ، سعودیہ)

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قال الشافعی رحمه الله: تلك دماء طهرالله ایدینا عنها فلم نلوث السنتنا بها ؟" ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ وہ خون ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے، تو ہم ان سے اپنی زبانیں کیوں آلودہ کریں؟ (منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر، صفحہ 210، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت)

امام مجتہد امام احمد بن محمد بن حنبل بغدادی (متوفی 241ھ) رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: آپ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا "ما اقول فیها الاالحسنی رحمهم الله اجمعین "۔ ترجمہ: میں اس بارے میں صرف اچھی بات کہتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان تمام پر رحمت فرمائے۔

(السنۃ: ذکر صفین والجمل وذکر من شہد ذلک ومن لم یشہد، جلد 2، صفحہ 460، دار الرایہ، ریاض)

ایک جگہ فرماتے ہیں "مالهم ولمعاویة؟ اسال الله العافیة"۔ لوگوں کو سیدنا معاویہ کی بابت کیا ہو گیا ہے (کہ ان کے بارے میں نازیبا کلمات کہتے ہیں) میں اللہ تعالیٰ سے

عافیت کا سوال کرتا ہوں "یاابا الحسن اذارایت احدایذ کر اصحاب رسول اللہ ﷺ بسؤ فاتھمہ علی الاسلام" ترجمہ: اے ابوالحسن! جب تم کسی کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کو برائی سے یاد کرتا دیکھو، تو اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو۔

(الحجۃ فی بیان المحجۃ وشرح عقیدۃ اہل السنۃ، جلد 2، صفحہ 367، دارالرایہ، سعودیہ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص سیدنا معاویہ اور سیدنا عمرو بن عاص کی تنقیص کرتا ہے تو کیا اسے رافضی کہا جائے؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا: "انه لم یجتری علیھما الا وله خبیئة سوء، ما انتقص احد احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ الا لہ داخلة سوء"۔ ترجمہ: بے شک اس نے ان دونوں ہستیوں کے خلاف اس لیے جرات کی کہ وہ اپنے اندر برائی چھپائے ہوئے ہے اور جو شخص بھی کسی صحابی کی تنقیص کرتا ہے اس کی اندرونی حالت بری ہوتی ہے۔

(السنہ، ذکر ابی عبدالرحمٰن معاویۃ۔۔جلد 2، صفحہ 447، تاریخ دمشق، معاویۃ بن صخر، جلد 59، صفحہ 210۔ البدایہ والنہایہ، ترجمہ معاویۃ وذکر شیئ من ایامہ۔۔۔، جلد 8، صفحہ 148)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مجددین کے فرامین:

مجدد دین وملت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علامہ ابن کثیر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا "رایت رسو ل اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فی المنام و أبوبکر وعمر جالساه عنده، فسلمت علیه وجلست، فبینما أنا جالس اذأتی بعلی ومعاویة، فأدخلا بیتا وأجیف الباب و أنا أنظر، فما كان بأسرع من أن خرج علی وهو یقول: قضی لی و رب الكعبة، ثم كان بأسرع من أن خرج معاوية وهو يقول: غفرلی و رب الكعبة"۔ ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے پاس موجود تھے، میں سلام کر کے بیٹھ گیا، اسی اثناء میں حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو بلا کر ایک کمرے میں داخل کر دیا گیا اور دروازہ بند کر دیا گیا جبکہ میں دیکھ رہا تھا، تھوڑی

دیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور وہ کہہ رہے تھے: رب کعبہ کی قسم! فیصلہ میرے حق میں ہوا۔ پھر تھوڑی دیر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی باہر آ گئے اور وہ کہہ رہے تھے، رب کعبہ کی قسم! مجھے بخش دیا گیا۔

(البدایہ والنہایہ، ترجمہ معاویۃ وذکر شیئ من ایامہ۔۔۔، جلد 8، صفحہ 139، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

عارف باللہ علامہ ابوعبدالرحمٰن عبدالعزیز ملتانی پرہاروی (متوفی 1239ھ) رحمۃ اللہ علیہ مجدد دین وملت حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عمل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "سبه رجل عند خليفة الراشد عمر بن عبدالعزيز فلجدة"۔ ترجمہ: ایک شخص نے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو آپ نے اسے کوڑے لگوائے۔

(النبراس شرح شرح العقائد، محاربات الصحابۃ واجبۃ التاویل، صفحہ 330، مکتبہ حقانیہ، ملتان)

مجدد دین ملت حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل کے فرامین آپ نے پیچھے ائمہ مجتہدین کے تذکرہ میں ملاحظہ فرمائے۔ حضرت امام محمد بن محمد غزالی، امام جلال الدین سیوطی، مجدد الف ثانی اور اعلیٰ حضرت علیہم الرحمہ کے فرامین ذیل میں آتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں محدثین کے فرامین

محدثین کرام نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کئے ہیں چنانچہ امام بخاری (متوفی 256ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں کتاب المناقب کے تحت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے عنوان قائم کر کے آپ کے صحابی اور فقیہ ہونے پر روایات لکھی ہیں اور اپنی کتاب میں آپ کی مرویات بھی نقل کی ہیں۔ اگر ان کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی شان وفضیلت نہ ہوتی یا آپ کی ذات میں کوئی معاذ اللہ فسق، ظلم اور ناانصافی والی بات ہوتی تو وہ آپ سے روایت کرنا تو درکنار آپ کا ذکر کرنا ہی مناسب نہ جانتے۔

صحاح ستہ کی مشہور کتاب ترمذی شریف میں امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی 256ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت والی احادیث نقل کرنے سے پہلے ابواب المناقب میں ''مناقب معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ) کے الفاظ سے عنوان قائم کیا ہے۔

امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (متوفی 241ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد میں، حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی 430ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء میں، امام عمادالدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر قرشی (ابن کثیر) (متوفی 774ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے جامع المسانید والسنن الھادی میں، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی (متوفی 911ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں اور علامہ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی (متوفی 741ھ) نے مشکاۃ المصابیح میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں روایات کو نقل کیا ہے۔

حافظ ابوالقاسم ہبۃ اللہ لالکائی (متوفی 418ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، جلد 2، صفحہ 349 پر ان الفاظ سے باب باندھا ہے "سیاق ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی فضائل ابی عبدالرحمن معاویۃ بن ابی سفیان"۔

حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ کی سیرت اور تاریخ پر مشہور زمانہ کتب البدایہ والنہایہ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت کی جلد 8، صفحہ 23 پر یوں عنوان لکھا" فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ"۔

اس کے بعد صفحہ 125 پر اس طرح عنوان سجایا گیا ہے "وھذہ ترجمۃ معاویۃ رضی اللہ عنہ وذکر شیئی من ایامہ ودولتہ، وما وردفی مناقبہ وفضائلہ ۔امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد (ابن حجر ہیتمی) مکی شافعی (متوفی 974ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکمل کتاب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھی ہے جس کا نام "تطھیر

الجنان واللسان عن الخطور والتفوہ بثلب سیدنا معاویۃ ابن ابی سفیان" رکھا۔

علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں اور علامہ کرمانی نے شرح کرمانی میں اور ان کے علاوہ بے شمار محدثین نے اپنی اپنی کتاب میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان فرمائی ہے۔ علیہم الرحمۃ والرضوان

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں شارحین حدیث، متکلمین وفقہاء کے اقوال:

علامہ نورالدین ابوالحسن علی بن سلطان القاری حنفی (متوفی 1014ھ) رحمۃ اللہ علیہ ابومنصور بغدادی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں "معاویۃ فھو من العدول الفضلاء والصحابۃ الاخیار" ترجمہ: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل، فاضل اور اخیار صحابہ میں سے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ۔۔۔، جلد 9، صفحہ 3875، دارالفکر، بیروت)

امام محی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف نووی شافعی (متوفی 676ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "معاویۃ رضی اللہ عنہ فھو من العدول الفضلاء والصحابۃ النجباء رضی اللہ عنہ" ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عادل، فاضل اور منتخب صحابہ میں سے ہیں۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، جلد 15، صفحہ 149، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

شرف الدین حسین بن محمد طیبی (متوفی 743ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "معاویۃ فھو من العدول الفضلاء ومن الصحابۃ الخیار"۔ اس کا بھی وہی مفہوم ہے۔

(شرح الطیبی علی مشکاۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین، جلد 12، صفحہ 3840، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمہ)

امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد (ابن حجر ہیتمی) مکی شافعی (متوفی 974ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ولایشك احد ان معاویۃ رضی اللہ عنہ من اکابرھم نسبا وقربامنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلما وحلما۔۔۔ فوجبت محبتہ لھذہ الامور التی اتصف بھا

بــالاجـمــاع"۔ ترجمہ: اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نسب اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ داری اور علم وحلم کے اعتبار سے اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ ان امور کی وجہ سے کہ جن سے یہ بالاتفاق متصف ہیں ان کی محبت واجب ہے۔

(تطہیر الجنان واللسان۔۔۔، صفحہ 30، دار الصحابہ للتراث)

عارف باللہ علامہ ابوعبدالرحمٰن عبدالعزیز ملتانی پرہاروی (متوفی 1239ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "اقول قد صرح علماء الحديث بان معاوية رضى الله عنه من كبار الصحابة و نجبائهم ومجتهديهم ولوسلم انه من صغارهم فلاشك فى انه دخل فى عموم الاحاديث الصحيحة الواردة فى تشريف الصحابة رضى الله عنهم ۔ بل قدوردفيه بخصوصه احاديث۔۔۔ وماقيل من انه لم يثبت فى فضله حديث فمحل نظر "ترجمہ: میں کہتا ہوں، تحقیق محدثین نے صراحت کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کبار، منتخب اور مجتہد صحابہ میں سے ہیں، اور اگر تسلیم کرلیا جائے کہ وہ صنعار صحابہ میں سے ہیں، تب بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بالعموم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم کے بارے میں وارد صحیح احادیث میں داخل ہیں بلکہ ان کے بارے میں بالخصوص احادیث بھی مروی ہیں اور جو یہ کہا گیا ہے کہ ان کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے، تو یہ محل نظر ہے۔

(النبراس شرح شرح العقائد، محاربات الصحابۃ واجبۃ التاویل، صفحہ 330، مکتبہ حقانیہ، ملتان)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان حنفی (متوفی 1340ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی ویسے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر مستقل پانچ تصانیف ہیں، جن کے نام کتب کے تذکرہ میں آئیں گے لیکن ان کے علاوہ بھی آپ نے اپنے فتاویٰ میں کئی مقامات پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اہل سنت کے عقیدہ کی وضاحت فرمائی ہے۔ مثلاً ایک مقام پر فرماتے ہیں: ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں، صحیح ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی: "اللهم اجعله هاديا مهديا واهدبه"۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 29، صفحہ 279، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی بن جمال الدین حنفی (متوفی 1367ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، اُن کا مجتہد ہونا حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث ''صحیح بخاری'' میں بیان فرمایا ہے۔۔۔ یہ جو بعض جاھل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ عنہ نہ کہا جائے، محض باطل و بے اصل ہے۔ علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً ''رضی اللہ عنہ'' کہنے کا حکم دیا ہے، یہ استثنائی شریعت گڑھنا ہے۔

منہاج نبوت پر خلافت حقہ راشدہ تیس سال رہی، کہ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی، پھر امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافتِ راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اوّل ملوکِ اسلام ہیں، اسی کی طرف توراتِ مقدس میں اشارہ ہے کہ: "مَولِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُھَاجَرُہٗ بِطَیْبَۃَ وَمُلْکُہٗ بِالشَّامِ"۔ وہ نبی آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔''

تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک فوج جرار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیر معاویہ کو سپرد کردی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی اور اس صلح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا: "اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"۔ میرا یہ بیٹا سیّد ہے، میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرادے۔'' تو امیر معاویہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، بلکہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بلکہ حضرت عزت جلّ وعلا پر طعن کرتا ہے۔ (بہار شریعت، جلد ۱، صفحہ ۲۵۵۔۲۵۹، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی ابوالخیر محمد نوراللہ بن محمد صدیق بصیرپوری نعیمی حنفی (متوفی 1403ھ) رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ: جو شخص حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو واجب الاحترام نہ مانے بلکہ آپ کی شان میں گستاخی کرے اور فاسق تک کہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) کیا وہ سنی ہے اور کیا اس کے پیچھے سنی کی نماز جائز ہے؟

اس کا جواب حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا: ''اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ اظہر من الشمس ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق بعد الانبیاء والرسل افضل البشر ہیں اور یوں ہی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ صحابی اور واجب الاحترام ہیں، لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے سنی کی نماز مکروہ تحریمہ اور واجب الاعادہ ہے۔''

(فتاوی نوریہ، جلد 1، صفحہ 320، دار العلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور، اوکاڑہ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں صوفیا کے اقوال:

روح المعانی، الاساس فی التفسیر، الشریعۃ للاجری، المنتقی من منہاج الاعتدال للذہبی، الصواعق المحرقۃ لابن حجر ہیتمی، الناہیہ عن طعن امیر المومنین معاویہ لعبد العزیز پرہاروی وغیرہ میں ہے کہ تبع تابعی، امام طریقت، سید زہاد، قائد اوتاد حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ افضل ہیں یا حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا (والنظم ھذا للاول) "الغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ افضل عند اللہ من مائۃ عمر بن عبدالعزیز فقد صلی معاویۃ خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقرأ اھدنا الصراط المستقیم فقال معاویۃ۔ امین"۔ ترجمہ: وہ غبار جو حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک سو عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ تحقیق حضرت معاویہ نے رسول اللہ کے پیچھے نماز ادا کی ہے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تلاوت کیا: اھدنا الصراط المستقیم تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: امین۔ (روح المعانی، جلد 14، صفحہ 289، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

صاحب نبراس اپنی کتاب الناہیہ میں حضرت عبداللہ بن مبارک کا یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "فتامل فی ھذہ المنقبۃ وانما یظھر علیك فضیلۃ ھذہ الکلمۃ اذا عرفت فضائل عبداللہ بن المبارک وعمر بن عبدالعزیز وھی لاتحصی، ومحل بسطھا کتب تواریخ المحدثین، وعمر یسمی امام الھدی وخامس الخلفاء الراشدین، والمحدثون و الفقہاء یحتجون بقولہ ویعظمونہ جدا الخضر و کان الخضر علیہ السلام یزورہ وھو اول من امر بجمع الحدیث فاذا کان معاویۃ رضی اللہ عنہ افضل منہ فما ظنك بہ"۔ ترجمہ: اس منقبت پر غور کرو۔ اس جملہ کی اہمیت اسی وقت معلوم ہو سکتی ہے جب حضرت عبداللہ بن مبارک اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ معلوم ہو۔ ان دونوں بزرگوں کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ جن کی تفصیل محدثین کی کتب تاریخ میں ملے گی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو امام الہدی اور پانچواں خلیفہ راشد کہا جاتا ہے، محدثین اور فقہاء ان کے قول سے استدلال کرتے ہیں اور ان کی بے حد تعظیم کرتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کی زیارت کرتے تھے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے جمع حدیث کا حکم فرمایا تو جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے بھی افضل ہیں، تو ان کے مقام ومرتبہ کے بارے تیرا کیا گمان ہے؟

(الناہیہ عن طعن امیر المؤمنین معاویہ، صفحہ 42، غراس للنشر والتوزیع، کویت)

قطب الدین احمد بن عبدالرحیم المعروف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی (متوفی 1176ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ یکے از اصحاب آں حضرت بود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصاحب فضیلت جلیلہ درزمرئہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم زنہار درحق اوسوئے ظن نکنی ودرورطہ سب اونہ افتی تامرتکب حرام نشوی۔ اخرج ابوداؤد عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاتسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لاانفق احدکم مثل احد ذھبا مابلغ مد احدھم ولانصیفہ"۔ ترجمہ: جاننا چاہیے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک تھے اور زمرۂ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے صاحب فضیلت تھے، خبردار! تم کبھی ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا تا کہ تم حرام کے مرتکب نہ ہو جاؤ۔ امام ابوداؤد نے حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو صحابہ کے ایک مد بلکہ آدھے مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد اول، فصل پنجم، تنبیہ سوم، جلد 1، صفحہ 571، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

قطب وقت حضرت خواجہ غلام فرید چشتی (کوٹ مٹھن والے) (متوفی 1319ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو متقی اور اکابر صحابہ میں سے ہیں، کے حق میں بغض وحسد رکھنا اور بدگمانی کرنا سراسر شقاوت ہے۔"

(مقابیس المجالس، صفحہ 1016، الفیصل ناشران وتاجران، لاہور)

امام محقق علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (متوفی 1350ھ) علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "الاسالیب البدیعہ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعۃ" میں اکابرین اہل سنت میں سے فقیہ اعظم امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی مصری حنفی، حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی، امام ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی یحصبی، غوث اعظم محی الدین ابومحمد عبدالقادر بن موسی جیلانی، ابوالفتوح شیخ شہاب الدین یحیی بن حبش سہروردی، شیخ الاسلام امام محی الدین ابوزکریا یحی بن شرف نووی شافعی، محقق علی الاطلاق علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد سیواسی المعروف ابن ہمام، شیخ ابومحمد عبدالوہاب بن احمد شعرانی مصری حنفی، امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد (ابن حجر ہیتمی) رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں موقف بیان کیا ہے۔ اس کتاب سے چند عبارات یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

ایک مقام پر فرماتے ہیں "فمن یلاحظ ھذہ الفصول ولم یکن فی طبعه میل الی الفضول أثر ملازمته السکوت واحسن الظن بکافة المسلمین واطلاق اللسان

بالثناء علی جمیع السلف الصالحین، ھذا حکم الصحابة عامة "۔ یعنی جو ان فصول کو ملاحظہ کر لے اور اس کی طبیعت میں فضول کی طرف میلان نہ ہو تو وہ خاموشی کو لازم پکڑنے اور تمام مسلمانوں کے بارے حسن ظن کو ترجیح دے گا اور تمام سلف صالحین کی تعریف میں رطب اللسان ہونے کو ترجیح دے گا، یہی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حکم ہے۔ (الاسالیب البدیعہ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعۃ، القسم الاول، صفحہ 18، مصطفیٰ البابی حلبی)

مزید فرماتے ہیں:"اعلم أن معاویة فی مذھبنا معاشر أھل السنة کسائر الصحابة الذین خرجوا علی علی رضی اللّٰه عنه وعنهم کانوا مجتهدین فیما فعلوہ من ذلك، ولکن علیا کان ھو المصیب وکان الخارجون علیه مخطئین، والمجتهد مأجور لامأزور، المصیب له عشر حسنات والمخطئی له حسنة واحدة بنیته "۔ ترجمہ: جان لو کہ ہمارے مذہب میں حضرت معاویہ اہل سنت کے گروہ میں سے ہیں جیسا کہ ان کے علاوہ وہ صحابہ جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا، یہ تمام اپنے فعل میں مجتہد تھے۔ البتہ حضرت علی مصیب تھے اور یہ خروج کرنے والے خطا پر تھے اور مجتہد کو اجر دیا جاتا ہے، اس پر کوئی گناہ کا بوجھ نہیں ہے۔ درستگی کو پانے والے کے لیے دس نیکیاں ہیں اور خطا کرنے والے کے لیے اس کی نیت کے مطابق ایک نیکی ہے۔

(الاسالیب البدیعہ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعۃ، القسم الثانی، فصل فی ان معاویۃ وسائر الصحابۃ۔۔، صفحہ 169، مصطفیٰ البابی حلبی)

ایک مقام پر فرماتے ہیں "معاویة مع فضل الصحبة له حسنات کثیرة لاتعد ولاتحد"، ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ، آپ کی اتنی نیکیاں ہیں جو شمار وحد سے باہر ہیں۔

(الاسالیب البدیعہ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعۃ، القسم الثانی، فصل فی ان معاویۃ وسائر الصحابۃ۔۔، صفحہ 172، مصطفیٰ البابی حلبی)

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی (متوفی 1401ھ) رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین واقع اختلافات اور جنگ والی روایتوں کے راویوں کے متعلق فرماتے ہیں: ''ان کے راوی ایسے شخص ہیں جن کے جھوٹ اور کذب بیانی میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔ ان راویوں کا حال تھوڑا سن لیجئے کس طرح کے غیر معتمد علیہ اور وضاع لوگ تھے۔''

راویوں پر کلام کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''اب تھوڑا سا ان احادیث کا ذکر کرتا ہوں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ہیں''۔

اس کے بعد آپ نے تقریباً تین (۳) صفحات پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کئے۔ فرماتے ہیں: ''پہلی حدیث تو حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ہے جو مسند امام احمد میں موجود ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ جو حدیث مسند امام احمد کی ہے، وہ مقبول ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب۔ اے اللہ، معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کتاب اور حساب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور اولوالعزم صحابہ سے ہیں جنھوں نے روم کا تختہ الٹا اور مصر فتح کیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نے اسلام کا سکہ ان ملکوں میں بٹھایا۔ اسی طرح سلطنت ایران کا تختہ الٹا ہے۔ سنگین مقابلوں سے کفار کی طاقتوں کو پامال کردیا۔ اسلام سے ٹکر لگانے والی تمام بڑی بڑی سلطنتوں کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ بڑے بڑے کافرانہ ملک کھوکھلے کر کے رکھ دیئے اور کافر ممالک ان کا لوہا مان چکے تھے بلکہ ماتحت ہوگئے۔ شام میں اسلامی سلطنت کی شان وشوکت کو دوبالا کیا۔۔۔ بخاری شریف ومسلم شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت میں کئی روایات مذکور ہیں وہ تمام اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے اور بخاری ومسلم بغیر ثقہ رواۃ کے کوئی روایت ذکر نہیں کرتے''۔

(انوار قمریہ، حصہ دوم، صفحہ 235تا238، دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ، کراچی)

کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنا خارجیت ہے؟

(3) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنا خارجیت نہیں ہے کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعظیم وتعریف گمراہی وبدمذہبی نہیں، بلکہ بدمذہبی وگمراہی تو اہل بیت اطہار کی شان میں گستاخی وکمی کرنا ہے۔ سوال میں جس انداز سے اعتراض ذکر کیا گیا ہے یہ تو خارجیوں کا طرز ہے کہ وہ اہل سنت کو اہل بیت اطہار کی محبت کی وجہ سے رافضیت کا طعنہ دیا کرتے تھے جس پر ہمارے علماء نے ان کو جواب دیا کہ اہل بیت کی محبت رافضیت نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پر طعن واعتراض رافضیت ہے۔ اورالحمدللہ اہل سنت شروع سے ہی اہل بیت اطہار اور اصحاب رسول کی محبت دلوں میں بسائے ہوئے ہیں اور یہ اہل بیت واصحاب میں سے کسی پر اعتراض وطعن نہیں کرتے۔ اوراگر معترض کے اس اعتراض کو درست مان لیا جائے تو پھر آپ بتایئے جن اکابرین وائمہ اہل سنت نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل وتعریفات بیان کیں (جن میں سے بعض کی عبارات اوپر ذکر کی گئیں ہیں) کیا یہ معترض ان سب کو بھی خارجی قرار دے گا؟؟؟ معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ!

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ بدرالدین ابوالبرکات احمد سرہندی فاروقی حنفی (متوفی 1034ھ) رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر خارجیوں کے اس طرز عمل کا تذکرہ کرتے ہوئے اور اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت امیر کی محبت رفض نہیں ہے بلکہ خلفاء ثلاثہ سے تبری اور بیزاری رفض ہے اور اصحاب کرام سے بیزار موسوم اور ملامت کے لائق ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لو کان رفضا حب ال محمد   فلیشھد الثقلین انی رافض

ترجمہ: ''یعنی اگر آل محمد کی محبت رفض ہے تو جن وانس گواہ ہوجائیں کہ میں رافضی ہوں''۔

یعنی آل محمد کی محبت رفض نہیں ہے جیسے کہ جاہل لوگ گمان کرتے ہیں اگر اس محبت

کورفض کہتے تو پھر رفض مذموم نہیں کیونکہ رفض کی مذمت دوسروں کے تبریٰ کے باعث ہوتی ہے نہ کہ ان کی محبت کے باعث۔

(مکتوبات (اردو)، مکتوب 36، جلد 2، صفحہ 92، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

مزید فرماتے ہیں ''عجب معاملہ ہے کہ کبھی اہل سنت کو خارجیوں سے گنتے ہیں، اس لیے کہ افراط محبت نہیں رکھتے۔ کبھی نفس محبت کو ان سے محسوس کر کے ان کو رافضی جانتے ہیں اسی واسطے یہ لوگ اپنی جہالت کے باعث اہل سنت کے اولیاء عظام کو جو اہل بیت کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حب کا اظہار کرتے ہیں رافضی خیال کرتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کے بہت سے علماء کو جو اس محبت کی افراط سے منع کرتے ہیں اور حضرات خلفاء ثلاثہ کی تعظیم وتوقیر میں کوشش کرتے ہیں، انہیں خارجی جانتے ہیں۔ ان لوگوں کی ان نامناسب جراتوں پر ہزارہا افسوس ہے۔ اعاذنا اللّٰہ سبحانہ من افراط تلک المحبۃ و تفریطھا۔ (اللہ تعالیٰ اس محبت کی افراط وتفریط سے ہم کو بچائے) یہ افراط محبت ہی کا باعث ہے کہ اصحاب ثلاثہ وغیرہ کے تبرا کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی محبت کی شرط جانتے ہیں۔

انصاف کرنا چاہیے کہ یہ کون سی محبت ہے کہ جس کا حاصل ہونا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشینوں سے بیزاری اور حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے سب وطعن پر موقوف ہے۔ اہل سنت کا گناہ یہی ہے کہ اہل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اصحاب کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں اور باوجود لڑائی جھگڑوں کے جو ان کے درمیان واقع ہوئے، ان میں سے کسی کو برائی سے یاد نہیں کرتے۔۔۔ رافضی اس وقت اہل سنت سے خوش ہوں گے جب کہ اہل سنت بھی ان کی طرح دوسرے اصحاب کرام پر تبرا کریں اور ان دین کے بزرگوں کے حق میں بدظن ہو جائیں جس طرح خارجیوں کی خوشنودی اہل بیت کی عداوت اور آل نبی کے بغض سے وابستہ ہے۔

(مکتوبات (اردو)، مکتوب 36، جلد 2، صفحہ 94، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قوله (الاالمودة في القربى) والحاصل أن هذه الآية تدل على وجوب حب آل رسول الله صلى الله عليه وسلم وحب أصحابه، وهذا المنصب لا يسلم الاعلى قول أصحابنا أهل السنة والجماعة الذين جمعوا بين حب العِترة والصحابة، وسمعت بعض المذكرين قال انه صلى الله عليه وآله وسلم قال (مثل أهل بيتي كمثل سفينة نوح من ركب فيها نجا)) وقال صلى الله عليه وآله وسلم "أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم)) ونحن الآن في بحر التكليف وتضربنا أمواج الشبهات والشهوات وراكب البحر يحتاج الى أمرين أحدهما: السفينة الخالية عن العيوب و الثقب، والثاني: الكواكب الظاهرة الطالعة النيرة، فاذا ركب تلك السفينة ووقع نظره على تلك الكواكب الظاهرة كان رجاء السلامة غالبًا، فكذلك ركب أصحابنا أهل السنة سفينة حب آل محمد ووضعوا أبصارهم على نجوم الصحابة فرجوا من الله تعالى أن يفوزوا بالسلامة و السعادة في الدنيا والآخرة۔

ترجمہ: ''یعنی قرآن میں ہے ''میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔'' یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آل رسول اور صحابہ کرام سے محبت واجب ہے اور یہ منصب سوائے اہل سنت و جماعت کے کسی کو نہیں ملا کہ انھوں نے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں کی محبت کو جمع کیا ہے۔ میں نے بعض ذکر کرنے والوں سے ایک حدیث یہ بھی سنی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا۔ دوسری حدیث میں فرمایا: میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ اب ہم تکلیف کے سمندر میں ہیں اور شبہات اور شہوات کی موجیں ہمیں تھپیڑے مار رہی ہیں۔ کشتی پر سوار ہونے والا دو چیزوں کا محتاج ہوتا ہے۔

ایک یہ کہ کشتی سوراخ اور عیوب سے پاک ہو۔ دوسرا یہ کہ ستارے روشن ظاہر و باہر ہوں (پہلے زمانے میں ستاروں کی مدد سے منزل پر پہنچا جاتا تھا) جب کشتی پر سوار ہوں تو نظران ستاروں پر ہوگی تو غالب طور پر سلامتی کے ساتھ منزل پر پہنچ جائے گا۔ اسی طرح اہل سنت و جماعت اہل بیت کی محبت والی کشتی میں سوار ہوگئے اور اپنی نگاہیں ستارے صحابہ پر رکھیں تو اللہ عزوجل سے امید ہے کہ وہ ہمیں دنیا و آخرت میں سلامتی کے ساتھ کامیاب فرمائے گا۔

(تفسیر کبیر، سورۃ الشوریٰ، آیت 23، جلد 27، صفحہ 596، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

(4) اہل سنت و جماعت کا صحابہء کرام علیہم الرضوان کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل خیر و صلاح اور عادل ہیں، ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ ان میں سے کسی پر طعن کرنا جائز نہیں، کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت مذہبی وگمراہی واستحقاقِ جہنم ہے، کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفا کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دوعالم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔

یاد رہے جس طرح دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر طعن کرنا بد مذہبی وگمراہی ہے یہی حکم حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے کا ہے۔ ایسا شخص رافضی تو ہوسکتا ہے، سنی نہیں ہوسکتا۔ اور اس معاملہ میں سادات کو بھی استثناء حاصل نہیں ہے بلکہ اگر یہ اس امر کے مرتکب ہوں گے، تو ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ اب ہم درج بالا امور سے متعلق دلائل ذکر کرتے ہیں تا کہ شکوک وشبہات کے اندھیرے چھٹ جائیں اور اہل سنت و جماعت کا خوبصورت عقیدہ نکھر کر سب کے سامنے آسکے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خلاف بغض و طعن کا انجام و مذمت:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔

(پارہ 26، سورۃ الفتح، آیت 29)

امام مالک بن انس مدنی اصبحی (متوفی 179ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے اس جملے لیغیظ بھم الکفار (تا کہ صحابہ سے کافروں کے دل جلیں) سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں "من غاظہ اصحاب محمد ﷺ فھو کافر" یعنی جو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے جلے، وہ کافر ہے۔

(الشفا بعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثالث، الفصل السادس توقیر اصحابہ وبرھم ومعرفۃ حقھم، جلد 2، صفحہ 120، دار الفیحاء، عمان)

انہی الفاظ کے تحت مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی حنفی علیہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: "معلوم ہوا کہ صحابہ سے جلنے والے سب کافر ہیں۔" (تفسیر نور العرفان، سورۃ الفتح، تحت آیت ۲۶)

سیدنا عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان اللّٰہ تبارک وتعالٰی اختارنی واختارلی اصحابا فجعل لی منھم وزراء وانصارا واصھارا فمن سبھم فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملئکۃ والناس اجمعین۔ لایقبل منہ یوم القیامۃ صرف ولا عدل"

ترجمہ: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیے اصحاب کو منتخب فرمایا اور ان میں سے بعض کو میرے وزیر، انصار اور سسرالی رشتہ دار بنایا تو جس نے ان کو سب وشتم کیا، تو اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ روز قیامت نہ اس کا کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔

(المستدرک علی الصحیحین، ذکر عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ، جلد 3، صفحہ 732، رقم 6656، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حافظ ذہبی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

امت محمدیہ کے حبر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "امر اللّٰہ عزوجل بالاستغفار لاصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یعلم انھم سیقتتلون"۔ ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے لیے دعائے مغفرت کا حکم دیا ہے حالانکہ وہ جانتا تھا کہ یہ آپس میں قتال کریں گے۔

(الشریعۃ، ذکر الکف عما شجر بین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔، جلد 5، صفحہ 2492، رقم 1980، دار الوطن، ریاض)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" ان اللّٰہ اختارنی واختار اصحابی فجعلھم اصھاری وجعلھم انصاری وانہ سیجئی فی اخر الزمان قوم ینتقصونھم الا فلا تناکحوھم الا فلا تنکحوا الیھم الا فلا تصلوا معھم الا فلا تصلوا علیھم علیھم حلت اللعنۃ"

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا اور میرے صحابہ کو منتخب کیا، پھر ان کو میرا سسرالی رشتہ دار اور انصار بنا دیا، عنقریب آخر زمانہ میں ایسی قوم ہوگی جو ان کی شان میں کمی کرے گی۔ خبردار! تم ان سے شادی نہ کرنا، خبردار تم ان کی طرف شادی نہ کرنا، خبردار ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا، خبردار ان پر نماز نہ پڑھنا، ان پر لعنت لازم ہو چکی۔

(الکفایہ فی علم الروایۃ للخطیب، باب ماجاء فی تعدیل اللہ ورسولہ للصحابۃ، صفحہ 48، مکتبۃ العلمیہ، مدینہ منورہ)

حافظ خطیب بغدادی علیہ رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب الکفایہ میں مذکورہ حدیث پاک نقل کرنے کے بعد لکھا "والاخبار فی ھذا المعنی تتسع وکلھا مطابقۃ لما وردفی نص القران وجمیع ذلک یقتضی طھارۃ الصحابۃ والقطاع علی تعدیلھم ونزاھتھم یعنی اس معنی کی احادیث بہت زیادہ ہیں اور وہ سب کی سب نص قرآنی کے موافق ہیں اور یہ نص قرآنی اور احادیث صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے پاک ہونے اور یقینی طور پر ان کو عادل قرار دینے، اور ان کے صاف ستھرا ہونے کا تقاضہ کرتی ہیں۔

(الکفایہ فی علم الروایۃ، باب ماجاء فی تعدیل اللہ ورسولہ للصحابۃ، صفحہ 48، مکتبۃ العلمیہ، مدینہ منورہ)

امام احمد بن محمد بن حنبل کے بیٹے حضرت عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں "سالت ابی عن رجل شتم رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ما اراہ علی الاسلام" ترجمہ: میں نے اپنے والد گرامی سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی شخص کو سب وشتم کرے تو آپ نے فرمایا: میں اسے اسلام پر نہیں سمجھتا۔

(السنۃ الابی بکر الخلال، ذکر الروافض، جلد ۳، صفحہ ۴۹۳، رقم ۷۸۲، دار الرایہ، ریاض)

امام ابو زرعہ عبید اللہ رازی (متوفی 264ھ) علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"اذا رایت الرجل ینتقص احدا من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہ زندیق وذلک ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عندنا حق، والقران حق، وانما ادی الینا ھذا القران والسنن اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وانما یریدون ان یجرحوا شھودنا

لیبطلواالکتاب والسنة والجرح بهم اولی وهم زنادقة"

ترجمہ: جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کی شان میں کمی کرتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اس وجہ سے کہ ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہیں اور قرآن حق ہے اور بے شک ہمیں یہ قرآن وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے ہی پہنچایا ہے اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں پر جرح کریں، تاکہ یہ قرآن وسنت کو باطل قرار دیدیں، لہٰذا یہ گستاخ جرح کے زیادہ حق دار ہیں اور یہ زندیق ہیں۔

(الکفایہ فی علم الروایہ، باب ماجاء فی تعدیل اللہ ورسولہ للصحابۃ، صفحہ 46، تاریخ دمشق، عبید اللہ بن عبد الکریم ---، جلد 38، صفحہ 32، رقم 33۔ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، عبید اللہ بن عبد الکریم ---، جلد 19، صفحہ 96۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، الفصل الثالث فی بیان حال الصحابۃ --، جلد 1، صفحہ 162-63)

امام ابو محمد سہل بن عبد اللہ تستری (متوفی 283ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لم یومن بالرسول من لم یوقراصحابه ولم یعزاوامره"۔ ترجمہ: جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم نہیں کرتا وہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کی تعظیم کرتا ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل السادس توقیر اصحابہ وبرھم --، جلد 2، صفحہ 125، المواہب الدنیہ بالمنح المحمدیہ، طبقات الصحابہ، الطبقۃ الثانیۃ عشر صبیان ادرکوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 706)

شمس الائمہ فقیہ ابو بکر محمد بن احمد سرخسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اصول سرخسی میں، شمس الدین محمد بن احمد ذہبی الکبائر میں، امام شہاب الدین احمد بن محمد (ابن حجر) شافعی الزواجر میں صحابہ پر طعن کرنے والے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں: ((والنظم هذاللاول)) "هوملحد منابذللاسلام دواؤه السیف ان لم یتب"۔ ترجمہ: وہ بے دین، اسلام سے دور ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو (حاکم اسلام کے پاس) اس کا علاج تلوار ہے۔

(اصول السرخسی، فصل فی حدوث الخلاف بعد الاجماع باعتبار معنی احادیث، جلد 2، صفحہ 134، دار المعرفۃ، بیروت)

مشاجرات صحابہ کا حکم:

مشاجرات صحابہ کے حوالے سے ہمیں سکوت کا حکم ہے۔ حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد

بن محمد غزالی (متوفی 505ھ) قدس سرہٗ فرماتے ہیں: "ما جری بین معاویة وعلی رضی اللہ عنهما کان مبنیاً علی الاجتهاد--- وقد قال أفاضل العلماء کل مجتهد مصیب وقال قائلون المصیب واحد ولم یذهب الی تخطئة علی ذو تحصیل أصلاً"۔ ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے درمیان جو معاملہ ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا اور افضل ترین علماء نے کہا، ہر مجتہد مصیب ہے اور بہت سارے علماء نے کہا کہ مصیب ایک ہی ہے اور کسی بھی صاحب علم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اصلاً خطا پر قرار نہیں دیا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب قواعد العقائد، الفصل الثالث، جلد 1، صفحہ 115، دار المعرفۃ، بیروت)

غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی (متوفی 561ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ ور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کی جو لڑائی ہوئی اس حوالے سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے نص فرمائی ہے کہ اس بارے میں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان ہونے والے مشاجرات میں سے کسی کے بارے میں کلام نہ کیا جائے، اس معاملہ میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حق پر تھے، ان کے پاس لڑائی کا جواز موجود تھا۔"

پھر فرماتے ہیں: "فأحسن أحوالنا الامساك فی ذلك، وردهم الی اللّٰه، عزوجل۔ وهو أحكم الحاكمین وخیر الفاصلین، والاشتغال بعیوب أنفسنا وتطهیر قلوبنا من أمهات الذنوب وظهواهرنا من موبقات الأمور۔

وأما خلافة معاویة بن أبی سفیان رضی اللّٰه عنه فثا بتة صحیحة بعد موت علی رضی اللّٰه عنه و بعد خلع الحسن بن علی رضی اللّٰه عنهما نفسه من الخلافة وتسلیمها الی معاویة رأی رآه الحسن و مصلحة عامة تحققت له، وهی حقن دماء المسلمین وتحقیق قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم۔ فی الحسن۔ رضی اللّٰه عنه:

"ان ابنی هذا سیدیصلح اللّٰه تعالٰی به بین فئتین عظیمتین "۔فوجبت امامته بعقد الحسن له، فسمی عامه عام الجماعة، لارتفاع الخلاف بین الجمیع واتباع الکل لمعاویة۔ رضی اللّٰه عنه۔ لانه لم یکن هناك منازع ثالث فی الخلافة۔ وخلافته مذکورة فی قول النبی۔ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم ۔

ترجمہ: '' لہٰذا ہمارے لیے اس سلسلہ میں سب سے بہتر یہ ہے کہ اس معاملہ میں خاموش رہیں، ان کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دیں (اور وہ سب سے بڑا حاکم اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے) اور اپنے عیوب تلاش کرنے، اپنے دلوں کو بڑے بڑے گناہوں اور اپنے ظاہر کو تباہی انگیز کاموں سے پاک وصاف کرنے میں مشغول ہو جائیں۔

بہر حال حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے دستبردار ہو کر حضرت معاویہ کو سپرد کرنے کے بعد درست ثابت ہوگئی تھی، اس رائے کی وجہ سے جو امام حسن رضی اللہ عنہ رکھتے تھے اور اس مصلحت عامہ کی وجہ سے جو آپ کے پیش نظر تھی اور وہ مسلمانوں کے خون کی حفاظت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں اس فرمان کو پورا کرنا تھا کہ بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا۔ پس امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقد کرنے کی وجہ سے ان کی امامت واجب ہوگئی۔ تو اس سال کو سب کے درمیان سے اختلاف ختم ہو جانے اور سب کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اتباع کرنے کی وجہ سے عام الجماعت کے نام سے موسوم کیا گیا۔ کیونکہ وہاں خلافت میں کوئی تیسرا جھگڑا کرنے والا نہیں تھا، اور ان کی خلافت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں موجود تھی۔

(غنیۃ الطالبین، القسم الثانی فی العقائد، فصل فی فضل الامۃ ۔۔۔، جلد1، صفحہ 162، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ عبد الوہاب شعرانی حنفی (متوفی 973ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"المبحث الرابع والاربعون: فی بیان وجوب الکف عما شجر بین الصحابة ووجوب اعتقادانهم ماجورون۔ وذلك لانهم کلهم عدول باتفاق اهل السنة۔۔ وکل ذلك وجوبا لاحسان الظن بهم وحملالهم فی ذلك علی الاجتهاد فان تلك امورمبناها علیه وکل مجتهد مضیب او المصیب واحد والمخطی معذوربل ماجور۔۔۔ لاالتفات الی ما یذکره بعض اهل السیرفان ذلك لایصح وان صح فله تاویل صحیح وما احسن قول عمر بن عبدالعزیز رضی اللّٰه عنه تلك دماء طهر اللّٰه تعالٰی منها سیوفنا فلا تخضب لها السنتنا، وکیف یجوزالطعن فی حملة دیننا وفیمن لم یاتنا خبر عن نبینا الابواسطتهم فمن طعن فی الصحابة فقد طعن فی نفس دینه لا سیما الخوض فی امرمعاویة وعمروبن العاص واضرابها۔۔۔ فان مثل هذ المسالة۔۔۔ دقیق ولا یحکم فیها لا رسول اللّٰه فانها مسالة نزاع بین اولاده واصحابه۔۔۔ فکل منهما مجتهد ماجور۔"

ترجمہ: چوالیسویں بحث اس بیان میں ہے کہ صحابہ کے مشاجرات میں زبان کو بند رکھنا واجب ہے اور اس بات کا اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ وہ سب ثواب کے مستحق ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے کہ وہ سب اہل سنت کے اتفاق کے ساتھ عادل ہیں اور یہ تمام ان کے بارے حسن ظن رکھنے کو واجب کرتے ہوئے اور ان کے معاملہ کو اجتہاد پر محمول کرتے ہیں۔ بلاشبہ ان امور کی بنیاد اجتہاد ہی ہے اور ہر مجتہد مصیب ہے یا ایک مصیب ہے اور خطا کرنے والے معذور بلکہ ماجور ہے۔ اور اہل سیر نے جو ذکر کیا اس کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ وہ صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح ہو تو پھر اس کی اچھی تاویل ہے اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا قول کتنا اچھا ہے: اللہ تعالیٰ نے اس خون سے ہماری تلواروں کو پاک رکھا ہے، تو تم اپنی زبانیں اس سے نہ رنگو۔ اور ان ہستیوں کے بارے کیسے طعن جائز ہو سکتا ہے جنھوں نے دین اپنے

کندھوں پر لا دااور ہم تک پہنچایا۔ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جو بھی خبر پہنچی تو وہ انھی کے واسطے سے پہنچی ہے ، لہٰذا جس نے صحابہ پر طعن کیا اس نے اپنے دین پر طعن کیا۔ بالخصوص حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن عاص اور ان جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے معاملہ میں مشغول ہونا۔ صحابۂ کرام اور اہل بیت اطہار کے درمیان ہونے والی غلط فہمیوں کا معاملہ نہایت نازک اور دقیق ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کوئی شخص فیصلہ دینے کی جرأت نہ کرے، اس لئے کہ یہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا ہے۔ دونوں ہستیاں مجتہد ہیں اور دونوں کو اجر ملے گا۔

(الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر، المبحث الرابع والاربعون، جلد 2، صفحہ 445، دار احیاء التراث العربی)

علامہ عبدالعزیز بن احمد ملتانی پر ہاروی (متوفی 1239ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ذکر کثیر من المحققین ان ذکرہ حرام مخافۃ ان یؤدی الی سوء الظن ببعض الصحابۃ ویعضدہ الحدیث المرفوع : لایبلغنی احد من اصحابی عن احد شیئا فانی احب ان اخرج الیکم وانا سلیم الصدر ـــ وانما اضطر اھل السنۃ الی ذکر تلک القصص لان المبتدعۃ اخترعوا فیھا مفتریات واکاذیب حتی ذھب بعض المتکلمین الی ان روایات التشاجر کلھا کذب۔ ونعم القول ھو، الاان بعضھا ثابت بالتواتر واجمع اھل السنۃ والجماعۃ علی تاویل ماثبت منھا تخلیصا للعامۃ عن الوساوس والھواجس واما مالم یقبل التاویل فھو مردود۔ فان فضل الصحابۃ و حسن سیرتھم واتباعھم الحق ثابت بالنصوص القاطعۃ واجماع اھل الحق فکیف یعارضہ روایۃ الاحاد، سیما من الروافض المتعصبۃ الکذابین "۔

ترجمہ: کثیر محققین نے ذکر کیا ہے کہ مشاجرات صحابہ کا ذکر حرام ہے کیونکہ اس میں اندیشہ ہے کہ یہ بعض صحابہ کے بارے میں بدگمانی کا باعث ہوگا۔ اور اس موقف کی تائید حدیث مرفوع سے ہوتی ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) مجھے میرے صحابہ کے بارے میں کوئی

ایسی چیز نہ بتاؤ، میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ صاف ہو۔ بے شک اہل سنت کو یہ واقعات ذکر کرنے میں مجبور کر دیا گیا کیونکہ بدعتیوں نے اس میں کئی بہتان اور جھوٹی باتیں گڑھ لیں۔ یہاں تک کہ بعض متکلمین نے یہ موقف اختیار کیا کہ مشاجرات کی تمام روایات جھوٹ ہیں اور یہ کتنا اچھا قول ہے مگر یہ کہ ان میں سے بعض امور تواتر سے ثابت ہیں اور اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے کہ ان میں سے جو امور ثابت ہیں ان کی تاویل کی جائے گی، تاکہ عامۃ الناس کو وسوسوں سے بچایا جا سکے اور بہر حال جو قابل تاویل نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ بیشک صحابہ کی فضیلت، ان کی حسن سیرت اور ان کا حق کی پیروی کرنا قطعی نصوص اور اہل حق کے اجماع سے ثابت ہے، تو یہ اخبار احاد ان کے مقابل کیسے آسکتی ہیں بالخصوص متعصب کذاب رافضیوں کی روایات۔

(الناھیۃ عن طعن امیر المؤمنین معاویۃ رضی اللہ عنہ، فصل فی النھی عن ذکر التشاجر، صفحہ 23، غراس للنشر والتوزیع، کویت)

امام ابن حجر ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" والحاصل ان ماوقع بین الصحابۃ رضوان اللہ علیھم اجمعین من القتال مقصور علی الدنیا فقط ، واما فی الاخرۃ فکلھم مجتھدون مثابون ، وانما التفاوت بینھم فی الثواب ، اذ من اجتھد واصاب کعلی کرم اللہ وجھہ واتباعہ لہ اجران بل عشرۃ اجور ، کمافی روایۃ ومن اجتھد واخطا کمعاویۃ رضی اللہ عنہ لہ اجرواحدۃ منھم ، کلھم ساعون فی رضا اللہ وطاعتہ بسب ظنونھم و اجتھادھم الناشئۃ عن سعۃ علومھم التی منحوھا من نبیھم ومشرفھم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتفطن لذلک ان اردت السلامۃ فی دینک من الفتن والابتداع والعناد والمحن ، واللہ الھادی الی سواء السبیل وھو حسبنا ونعم الوکیل۔

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو قتال ہوا وہ فقط دنیا پر ہی محصور

ہے، بہر حال آخرت کے معاملہ میں وہ سب مجتہد وثواب کے مستحق ہیں البتہ ان کے درمیان ثواب میں فرق ضرور ہے کیونکہ جس نے اجتہاد کیا اور درستگی کو پالیا جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آپ کے پیروکار، ان کے لیے دو اجر ہیں بلکہ دس اجر ہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے اور جس نے اجتہاد کیا اور خطا کی جیسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کے لئے ایک اجر ہے۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب تھے اور انھوں نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو علوم حاصل کئے ان کی روشنی میں اپنے اجتہاد و گمان میں اللہ تعالیٰ کی طاعت کر رہے تھے۔ اگر تو دین میں فتنوں، بدعتوں، عناد اور ضیاع سے سلامتی چاہتا ہے تو اس سے متنبہ رہ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی درست راہ کی ہدایت دینے والا ہے اور وہ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ (تطہیر الجنان، مقدمۃ الکتاب فی فضل صحابہ رضی اللہ عنہم، صفحہ 34، دار الصحابہ للتراث)

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم سے بغاوت کرنے والے ہمارے بھائی ہیں۔ یہ لوگ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ کیونکہ ان کے پاس تاویل موجود ہے جو انھیں کافر اور فاسق کہنے سے روکتی ہے۔ اہل سنت اور رافضی دونوں حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والوں کو خطاء پر سمجھتے ہیں اور دونوں حضرت امیر کے حق پر ہونے کے قائل ہیں، لیکن اہل سنت حضرت امیر سے جنگ کرنے والوں کے حق میں محض خطا کے لفظ سے زیادہ سخت الفاظ استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتے اور زبان کو ان کے طعن و تشنیع سے بچاتے ہیں اور حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا حیاء کرتے ہیں۔
(مکتوبات (اردو)، مکتوب 36، جلد 2، صفحہ 95، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "(۱) اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور ان میں سے کسی پر طعن حرام اور ان کے مشاجرت میں خوض ممنوع، حدیث میں ارشاد: اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔ یعنی جب میرے صحابہ کا

ذکر کیا جائے، (بحث وخوض سے) رُک جاؤ۔ ت
(المعجم الکبیر حدیث ۱۴۲۷ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۹۶/۲)

رب عزوجل کہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اس نے صحابہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل الفتح جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مومنین بعد الفتح جنہوں نے بعد کو، فریق اوّل کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ: لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا۔ یعنی تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔ ت) (القرآن الکریم، ۱۰/۵۷)

اور ساتھ ہی فرمادیا۔ و کلا وعد اللّٰہ الحسنی۔ دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔ اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا۔ واللّٰہ بما تعملون خبیر۔ اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے، یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے باینہمہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا خواہ سابقین ہوں یا لاحقین،

اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ مولیٰ عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا، اُس کے لیے کیا فرماتا ہے: ان الذین سبقت لهم منّا الحسنٰی اولئك عنها مبعدون لا یسمعون حسیسها وهم فیما اشتهت انفسهم خٰلدون لا یحزنهم الفزع الا کبر و تتلقٰهم الملٰئكة هذا یومكم الذی كنتم توعدون۔ یعنی بے شک جن سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہوچکا، وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں، اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے، اُنہیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ، فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے، یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔
(القرآن الحکیم ۲۱/۱۰۱ تا ۱۰۳)

سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سن کر کبھی کسی صحابی پر نہ سوءِ ظن کرسکتا ہے، نہ اس کے اعمال کی تفتیش، بفرض غلط، کچھ بھی کیا، تم حاکم ہو یا اللہ، تم زیادہ جانو یا اللہ، ء انتم اعلم ام اللّٰہ۔ (کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کو، ت) دلوں کو جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرما چکا کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے، میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد مسلمان کو اس کے خلاف کی گنجائش کیا ہے، ضرور ہر صحابی کے ساتھ حضرت کہا جائے گا، ضرور رضی اللہ عنہ کہا جائے گا، ضرور اس کا اعزاز واحترام فرض ہے ولو کرہ المجرمون (اگرچہ مجرم برا مانیں۔ت)

(۲) اس کا جواب بھی جواب اوّل سے واضح ہو چکا، بلاشبہ اُن کی خطا خطائے اجتہادی تھی اور اس پر الزامِ معصیت عائد کرنا اس ارشادِ الٰہی کے صریح خلاف ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 29، صفحہ 28-227، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہلِ خیر وصلاح اور عادل ہیں، ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی وگمراہی اور استحقاقِ جہنم ہے، کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے، مثلاً حضرت امیر معاویہ اور اُن کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ، اسی طرح حضرت سیّدنا عمرو بن عاص، وحضرت مغیرہ بن شعبہ، وحضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم، حتی کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ جنہوں نے قبلِ اسلام حضرت سیّدنا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور بعدِ اسلام اَخبث الناس خبیث مُسَیلمہ کذّاب ملعون کو واصلِ جہنم کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: کہ میں نے خیر الناس وشر الناس کو قتل کیا، اِن میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبرّا ہے اور اِس کا قائل رافضی، اگرچہ حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہوسکتی، کہ اِن کی توہین، بلکہ اِن کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ تمام صحابہ کرام اعلیٰ وادنیٰ (اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بھنک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا، یہ سب مضمون قرآنِ عظیم کا ارشاد ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، انبیاء نہ تھے، فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں بعض کے لیے لغزشیں ہوئیں، مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خلاف ہے۔ اللہ عزوجل نے ''سورۂ حدید'' میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبلِ فتح مکہ اور بعدِ فتح مکہ اور اُن کو اِن پر تفضیل دی اور فرمادیا: ''وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط''۔ ''سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔'' ساتھ ہی ارشاد فرمایا: ''وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ''۔ ''اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کرو گے''۔

توجب اُس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ ان سب سے ہم جنت و کرامت وثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ اُن کی کسی بات پر طعن کرے.....؟! کیا طعن کرنے والا اللہ (عزوجل) سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، اُن کا مجتہد ہونا حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث ''صحیح بخاری'' میں بیان فرمایا ہے، مجتہد سے صواب وخطا دونوں صادر ہوتے ہیں۔ خطا دو قسم ہے: خطاء عنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطاء اجتہادی، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اِس میں اُس پر عند اللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں۔ مگر احکامِ دنیا میں وہ دو قسم ہے: خطاء مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا، یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا۔

دوسری خطاء منکر، یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت سیّدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کی خطا کا تھا اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈگری اور امیر معاویہ کی مغفرت، رضی اللہ عنہم۔

(بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 252-256، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

معلوم ہوا کہ اگرچہ خطائے اجتہادی کی دنیاوی احکام میں دو اقسام ہیں لیکن عند اللہ ان دونوں میں سے کسی پر کوئی مواخذہ و گناہ نہیں بلکہ عند اللہ مجتہد کو اس پر بھی ایک اجر ملتا ہے جیسا کہ حدیث پاک اور دیگر کتب کے حوالے سے اس کو ذکر کر دیا گیا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والے کے بارے میں چند اکابرین کی عبارات:

اب خاص طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کی حرمت و مذمت کے بارے اکابرین اہل سنت کی چند عبارات ذکر کی جاتی ہیں۔ امام مالک بن انس (متوفی 179ھ) کا مشہور مذہب قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال مالك رحمه الله من شتم النبي صلى الله عليه وآله وسلم قتل ومن شتم أصحابه أدب وقال أيضا من شتم أحدامن أصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم أبابكر أوعمر أوعثمان أومعاوية أوعمروبن العاص فان قال كانوا على ضلال وكفرقتل وان شتمهم بغير هذا من مشاتمة الناس نكل نكالا شديدا"۔

ترجمہ: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس نے حضور ﷺ کی گستاخی کی اسے قتل کر دیا جائے اور جس نے حضور ﷺ کے اصحاب کو سب و شتم کیا، اسے سزا دی جائے، نیز یہ فرمایا کہ جس نے حضور ﷺ کی گستاخی کی اسے قتل کر دیا جائے اور جس نے حضور ﷺ کے اصحاب کو سب و شتم کیا اسے سزا دی جائے، نیز یہ فرمایا کہ جس نے حضور ﷺ کے

اصحاب میں سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت معاویہ یا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو شب و شتم کیا، اگر یہ کہے کہ یہ صحابہ گمراہی اور کفر پر تھے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اگر اس کے علاوہ کوئی گستاخی کرے تو سخت عبرتناک سزا دی جائے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الرابع، الباب الثالث، الفصل العاشر، جلد 2، صفحہ 652، دار الفیحاء، عمان)

امام صاحب کے اسی فرمان کے تحت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: "پس معلوم شد که شتم اوراازکبائردانسته حکم به قتل شاتم او کرده وایضاشتم او را دررنگ شتم ابی بکر وعمر وعثمان ساخته است۔" ترجمہ: پس معلوم ہوا کہ امام مالک کے نزدیک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اسی لیے آپ نے اس کے مرتکب کے قتل کا حکم صادر فرمایا، اور ایسے ہی آپ کے نزدیک سیدنا معاویہ کو گالی دینا اتنا ہی بڑا جرم ہے جتنا سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان کو گالی دینا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر 251، جلد 1، صفحہ 479، ضیاء القرآن، پبلی کیشنز، لاہور)

امام شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی حنفی (متوفی 1069ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" ومن يكن يطعن في معاوية   فذاك كلب من كلاب الهاوية "

"یعنی جو حضرت معاویہ پر طعن کرے تو وہ جہنمی کتوں میں سے کتا ہے۔"

(نسیم الریاض فی شرح الشفاء القاضی عیاض، القسم الثانی فیما یجب علی الانام من حقوقہ ﷺ، فصل ومن توقیرہ ﷺ وبرہ، جلد 4، صفحہ 525)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اى للا ميرمعاوية رضى الله عنه اما عند اهل الحق فاستقامة الخلافة له رضى الله تعالى عنه من يوم صلح السيد المجتبى صلى الله تعالى على جده الكريم وابيه وعليه وعلى امه واخيه وسلم" ترجمہ: بہرحال اہل حق کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس دن سے خلافت مستحکم ہوگئی جس دن حضرت امام مجتبیٰ امام حسن علی جدہ الکریم وابیہ وعلیہ وعلی امہ واخیہ وسلم نے صلح کی۔ اس کے بعد امام حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح والی حدیث بخاری نقل

کر کے فرماتے ہیں"وبه ظهران الطعن للامیرمعاویة علی الامام المجتبیٰ، بل علی جده لکریم صلی الله علیه وآله وسلم بل علی ربه عزوجل" ترجمہ:اسی سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا درحقیقت امام مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا ہے بلکہ یہ ان کے جد کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کرنا ہے بلکہ یہ تو اللہ عزوجل پر طعن کرنا ہے۔

اس کے بعد اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''کیونکہ مسلمانوں کی باگ ڈور کسی غلط آدمی کے ہاتھ میں دینا اسلام اور مسلمین کے ساتھ خیانت ہے اور اگر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غلط ہیں جیسا کہ طعن کرنے والے کہہ رہے ہیں، تو پھر اس خیانت کے مرتکب معاذ اللہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ٹھہریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خیانت پر رضا لازم آئے گی اور یہ وہ ہستی ہے جس کی شان میں"وما ینطق عن الهوی ان هوالاوحی یوحی"وارد ہے۔ یہ جملے اس شخص کو فائدہ دیں گے جس کے لیے اللہ نے ہدایت کا ارادہ فرمالیا۔ (المستند المعتمد مع المعتقد المنتقد، صفحہ 192-193، برکاتی پبلشر، کراچی)

ایک دوسرے مقام پر ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے جو بعض روایات کی بنا پر سیدنا معاویہ وغیرہ اجلہ صحابہ پر طعن کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:''فائدہ۲: مہمہ عظیمہ (مشاجرات صحابہ میں تواریخ وسیر کی موحش حکایتیں قطعاً مردود ہیں) افادہ ۲۳ پر نظر تازہ کیجئے۔ وہاں واضح ہو چکا ہے کہ کتب سیر میں کیسے کیسے مجروحوں مطعونوں شدید الضعفوں کی روایات بھری ہیں۔ وہیں کلبی رافضی متہم بالکذب کی نسبت سیرت عیون الاثر کا قول گزرا کہ اُس کی غالب روایات سیر وتواریخ ہیں جنہیں علماء ایسوں سے روایت کر لیتے ہیں۔ وہیں سیرت انسان العیون کا ارشاد گزرا کہ سیر موضوع کے سوا ہر قسم ضعیف وسقیم وبے سند حکایات کو جمع کرتی ہے، پھر انصافاً یہ بھی انہوں نے سیر کا منصب بتایا جو اُسے لائق ہے کہ موضوعات تو اصلاً کسی کام کے نہیں، اُنہیں وہ بھی نہیں لے سکتے، ورنہ بنظر واقع سیر میں بہت اکاذیب واباطیل بھرے ہیں کما لا یخفیٰ۔

بہر حال! فرق مراتب نہ کرنا اگر جنون نہیں تو بد مذہبی ہے، بد مذہبی نہیں تو جنون ہے، سیر جن بالائی باتوں کے لیے ہے، ان میں حد سے تجاوز نہیں کر سکتے اُس کی روایات مذکورہ کسی حیض ونفاس کے مسئلہ میں بھی سننے کی نہیں نہ کہ معاذ اللہ اُن واہیات ومعضلات وبے سروپا حکایات سے صحابہ کرام حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام پر طعن پیدا کرنا، اعتراض نکالنا، اُس کی شانِ رفیع میں رخنے ڈالنا کہ اس کا ارتکاب نہ کرے گا مگر گمراہ دین، مخالف ومضاد حق تبیین۔ آج کل کے بد مذہب مریض القلب منافق شعار ان جزافات سیر وخرافات تواریخ وامثالہا سے حضرات عالیہ خلفائے راشدین وام المومنین وطلحہ وزبیر ومعاویہ وعمرو بن العاص ومغیرہ بن شعبہ وغیرہم اہلبیت وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطاعن مردودہ اور ان کے باہمی مشاجرات میں موحش ومہمل حکایات بیہودہ میں اکثر تو سرے سے کذب وواحض اور بہت الحاقات ملعونہ روافض چھانٹ لاتے اور اُن سے قرآن عظیم وارشاداتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجماع اُمّت واساطین ملّت کا مقابلہ چاہتے ہیں۔ بے علم لوگ انہیں سُن کر پریشان ہوتے یا فکر جواب میں پڑتے ہیں اُن کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے مہملات کسی ادنیٰ مسلمان کو گنہگار ٹھہرانے کے لئے مسموع نہیں ہو سکتے، نہ کہ اُن محبوبانِ خدا پر طعن جن کے مدائح تفصیلی خواہ اجمالی سے کلام اللہ وکلام رسول اللہ مالا مال ہیں جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، امام حجۃ الاسلام مرشد الانام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:''لاتجوزنسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال ان ابن ملجم قتل علیا فان ذلك یثبت متواترا''۔ یعنی کسی مسلمان کو کسی کبیرہ کی طرف بے تحقیق نسبت کرنا حرام ہے، ہاں! یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا کہ یہ بتواتر ثابت ہے۔ت)

(احیاء علوم الدین کتاب آفات اللسان الآفۃ الثامنۃ، اللعن، مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرہ، ۳/۱۲۵)

حاشا للہ! اگر مورخین وامثالہم کی ایسی حکایات ادنیٰ قابل التفات ہوں تو اہل بیت

وصحابہ درکنار خود حضرات عالیہ انبیاء ومرسلین وملئکہ مقربین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے کہ ان مہملات مخذولہ نے حضرات سعادا تنا ومولانا آدم صفی اللہ وداؤد خلیفۃ اللہ وسلیمان نبی اللہ ویوسف رسول اللہ سے سید المرسلین محمد حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب کے بارہ میں وہ ناپاک بیہودہ حکایات موحشہ نقل کی ہیں، کہ اگر اپنے ظاہر پر تسلیم کی جائیں تو معاذ اللہ اصل ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے، ان ہولناک اباطیل کے بعض تفصیل مع رد جلیل کتاب مستطاب شفا شریف امام قاضی عیاض اور اس کی شروح وغیرہا سے ظاہر۔

لاجرم ائمہ ملت وناصحانِ امت نے تصریحیں فرمادیں کہ ان جہال وضلال کے مہملات اور سیر وتواریخ کی حکایت پر ہرگز کان نہ رکھا جائے، شفاء وشروح شفاء ومواہب وشرح مواہب ومدارج شیخ محقق وغیرہا میں بالاتفاق فرمایا، جسے میں صرف مدارج النبوۃ سے نقل کروں کہ عبارت فارسی ترجمہ سے غنی اور کلمات ائمہ مذکورین کا خود ترجمہ ہے، فرماتے ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ "ازجملہ توقیر وبر آنحضرت صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم توقیر اصحاب و برایشاں است وحسن ثنا ورعایت بایشاں و دُعا واستغفار مرایشاں راوحق است مرسکے راکہ ثنا کردہ حق تعالٰی بروے وراضی ست ازوے کہ ثنا کردہ شود بروے و سب وطعن ایشاں اگر مخالف ادلہ قطعیہ است، کفر والابدعت وفسق، وھمچنیں امساک وکف نفس ازذکر اختلاف ومنازعات ووقائع کہ میان ایشاں شدہ وگزشتہ است واعراض واضراب ازاخبار مورخین وجھلہ رواۃ وضلال شیعہ وغلاۃ ایشاں ومبتدعین کہ ذکر قوادح وزلالت ایشاں کنند کہ اکثر آں کذب وافترا است وطلب کردن درآنچہ نقل کردہ شدہ است ازایشاں ازمشاجرات ومحاربات باحسن تاویلات واصوب خارج وعدم ذکرھیچ یکے ازیشاں بہ بدی وعیب بلکہ ذکر حسنات وفضائل وعمائد صفات ایشاں ازجھت آنکہ صحبت ایشاں بآنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم

یقیسنی ست وماورائے آں ظنی است وکافیست دریں باب کہ حق تعالٰی برگزیدایشاں رابرائے صحبت حبیبہ خود صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم طریقہ اھل سنت وجماعت دریں باب این است درعقائد نوشتہ اندلاتذکر احدامنھم الابخیر وآیات واحادیث کہ درفضائل صحابہ عمومًا وخصوصاً واقع شدہ است دریں باب کافی است۔ اھ۔ مختصرا"۔ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم واحترام درحقیقت آپ کے صحابہ کا احترام اور ان کے ساتھ نیکی ہے ان کی اچھی تعریف اور رعایت کرنی چاہیے اور ان کے لئے دعا وطلبِ مغفرت کرنی چاہیے بالخصوص جس جس کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے اور اس سے راضی ہوا ہے اس سے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے، پس اگر ان پر طعن وسب کرنے والا دلائل قطعیہ کا منکر ہے تو کافر ورنہ مدعتی وفاسق، اسی طرح انکے درمیان جو اختلافات یا جھگڑے یا واقعات ہوئے ہیں ان پر خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے اور ان اخبار وواقعات سے اعراض کیا جائے جو مورخین، جاہل راویوں اور گمراہ وغلو کرنے والے رافضیوں نے بیان کیے ہیں اور بدعتی لوگوں کے ان عیوب اور برائیوں سے جو خود ایجاد کر کے ان کی طرف منسوب کردیئے اور ان میں سے کسی پر عیب یا برائی کا طعن نہ کیا جائے بلکہ ان کے فضائل، کمالات اور عمدہ صفات کا ذکر کیا جائے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی محبت یقینی ہے اور اس کے علاوہ باقی معاملات ظنی ہیں اور ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے لیے منتخب کرلیا ہے۔ اہل سنت وجماعت کا صحابہ کے بارے میں یہی عقیدہ ہے اس لئے عقائد میں تحریر ہے کہ صحابہ میں سے ہر کسی کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا جائے اور صحابہ کے فضائل میں جو آیات واحادیث عمومًا یا خصوصاً وارد ہیں وہ اس سلسلہ میں کافی ہیں اھ مختصرا (ت)

(مدارج النبوۃ وصل در توقیر حضور اصحاب وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۱۳)۔۔۔

تفصیل اس مبحث کی اُن رسائل فقیر سے لی جائے کہ مسئلہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

میں تصنیف کیے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد۵، صفحہ۵۸۲تا۵۸۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علامہ ابن کثیر شافعی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: "وقال بعضهم، رایت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وعنده ابوبکر وعمر وعثمان و علی ومعاویة، اذجاء رجل فقال عمر: یارسول الله هذا یتنقصنا فکانه انتهره رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال یارسول الله انی لاانتقص هؤلاء ولکن هذا، یعنی معاویة فقال ویلك ولیس هو من اصحابی ؟ قالها ثلاثاثم اخذ رسول الله حربة فناولها معاویة فقال جابها فی لبته، فضربه بها وانتبهت فبکرت الی منزله فاذا ذلك الرجل قد اصابته الذبحة من اللیل ومات وهو راشد الکندی۔ "ترجمہ: بعض نے کہا: میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے پاس اس وقت حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت مولا علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم تھے، اچانک ایک شخص آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! یہ ہماری توہین کرتا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ڈانٹا تو اس نے کہا: یارسول اللہ! میں ان کی توہین نہیں کرتا لیکن اس کی کرتا ہوں یعنی حضرت معاویہ کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیری بربادی کیا یہ میرے صحابی نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہ فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نیزہ حضرت معاویہ کو دیا اور فرمایا: اس کو مار دو، پس انھوں نے اس کو مار دیا۔ میں بیدار ہوا تو صبح اس کے گھر جا کر اس کی خبر لی تو معلوم ہوا کہ رات کو اسے کسی نے ذبح کر دیا اور وہ مر گیا ہے۔ اور وہ شخص راشد کندی ہے۔

(البدایہ والنھایہ، ترجمہ معاویۃ وذکر شیئ من ایامہ۔۔، جلد8، صفحہ 149، دار الفکر، بیروت)

انہی امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب قرشی (متوفی 244ھ) علیہ الرحمۃ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے یہ بزرگ ابدال میں سے ہیں۔ (مختصر تاریخ دمشق، معاویہ بن صخر ابن سفیان، جلد 25، صفحہ 76، دار الفکر، بیروت) بارے میں حافظ ذہبی کہتے ہیں: یہ

ثقہ امام، محدث اور فقیہ تھے۔ امام نسائی نے بھی انھیں ثقہ کہا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، جلد 11، صفحہ 103-104، رقم 32، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

سادات کو اس معاملہ میں استثناء حاصل نہیں:

اس معاملہ میں سادات کرام کے لیے بھی حکم شرعی وہی ہے جو سب مسلمانوں کے لئے ہے جیسا کہ شریعت کے عام اصول واعمال میں ہوتا ہے کہ ان کو بھی ان حضرات عالیہ کے بارے میں طعن کرنا جائز نہیں۔ اگر کوئی پیر جو سید ہو لیکن حضرت امیر معاویہ کے بارے میں بغض رکھتا ہو تو ایسے پیر کی بیعت کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "جس کی گمراہی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ: مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ عنہم یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ وعمرو بن عاص وابوموسیٰ اشعری ومغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہیں، ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمیہ مکروہ ہے کہ انھیں امام بنانا حرام، ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں، سب کا پھیرنا واجب۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد6، صفحہ 626، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صحابۂ کرام کی تعظیم کے لازم ہونے اور ان پر طعن کے ممنوع ہونے کے بارے میں کئی سادات کرام کے فرامین آپ اوپر پڑھ آئے ہیں، مزید ایک سید صاحب کا اپنا واقعہ پیش کرتا ہوں جس کو پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ کتنا حساس معاملہ ہے کہ اگر یہاں کوئی سید صاحب بھی کوتاہی کریں تو ان کا بھی مواخذہ ہوگا، چنانچہ حضرات القدس میں ہے: "ایک سید صاحب نے بتایا کہ مجھے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جنگ کرنے والوں سے اور بالخصوص امیر معاویہ سے بہت اعراض تھا۔ ایک رات حضرت مجدد کے مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس میں یہ عبارت پڑھی: "امام مالک علیہ الرحمۃ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کے برابر قرار دیا ہے۔"

اس عبارت سے میں آزردہ ہوگیا اور میں نے مکتوبات کو زمین پر ڈال دیا اور سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد بہت غصے کی حالت میں تشریف لائے اور میرے دونوں کان اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر فرمایا: کہ اے طفلِ نادان! تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر تو ہماری بات پر یقین نہیں رکھتا تو چل تجھے حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت میں لے چلوں۔ آپ پھر اسی طرح کشاں کشاں مجھے ایک باغ میں لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ وہاں ایک عمارت میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت مجدد نے اس بزرگ کے آگے تواضع کی تو اس بزرگ نے بہت خوشی کا اظہار کیا حضرت مجدد نے میری بات اس بزرگ کو بتائی، پھر مجھ سے فرمایا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ سنو کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''خبردار! ہزار بار خبردار! کبھی بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے اپنے دل میں بغض نہ رکھنا اور ان کے عیب زبان پر مت لانا۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں اور ہمارے بھائی ہی جانتے ہیں کہ ہم لوگ کس بات کو حق سمجھ کر اعراض کر رہے تھے۔ پھر حضرت مجدد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کی بات کا انکار مت کرنا۔''

اس خواب کے دیکھنے والے راوی (سید صاحب) نے بتایا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اس نصیحت کے باوجود میرا دل ان بزرگوں کی بابت کدورت سے صاف نہیں ہوا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت مجدد سے فرمایا: کہ اس شخص کا دل اب بھی صاف نہیں ہوا ہے۔ اس کو تھپڑ لگائیں۔ پھر حضرت مجدد نے پوری قوت سے میری گدی پر تھپڑ مارا۔ تو اسی وقت میرا دل اس کدورت سے صاف ہوگیا اور مجھے حضرت مجدد اور ان کے کلام سے عقیدت اور محبت پیدا ہوگئی۔

(حضرات القدس، جلد۲، صفحہ۱۸۵، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ)

(5) معترض کی یہ بات بھی سراسر غلط اور سراپا جہالت ہے کیونکہ اکابرین اہل سنت نے

ہر دور میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مستقل کتب لکھی ہیں۔ ان میں سے چند کتب کے نام ہم ذیل کی سطور میں ذکر کرتے ہیں:

(1) حلم معاویۃ۔

اس کے مصنف حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد (ابن ابی الدنیا) قرشی بغدادی (متوفی 281ھ) ہیں۔

(2) فضائل امیر المومنین معاویۃ بن ابی سفیان۔

اس کے مصنف امام ابوالقاسم عبید اللہ بن محمد سقطی بغدادی (متوفی 406ھ) ہیں۔

(3) تطہیر الجنان واللسان عن الخطور والتفوہ بثلب سیدنا معاویہ بن ابی سفیان۔

اس کے مصنف شیخ الاسلام حافظ ابوالعباس احمد بن محمد (ابن حجر) مکی شافعی (متوفی 974ھ) ہیں۔

(4) الناھیۃ عن طعن امیر المومنین معاویۃ رضی اللہ عنہ۔

اس کے مصنف عارف باللہ، شیخ عبد العزیز بن احمد پرہاروی (متوفی 1239ھ) ہیں۔

(5) البشری العاجلہ من تحف اجلہ۔

(6) الاحادیث الراویۃ لمدح الامیر معاویۃ۔

(7) عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام۔

(8) ذب الاھواء۔

(9) الواھیۃ فی باب الامیر معویۃ۔

ان پانچوں رسائل کے مصنف امام اہل سنت امام احمد رضا خان (متوفی 1340ھ) ہیں۔

(10) النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ۔

اس کے مصنف مفسر قرآن مولانا نبی بخش بن محمد وارث (متوفی 1365ھ) ہیں۔

(11) امیر معاویہ پر نظر۔

اس کے مصنف مفتی احمد یار خان نعیمی حنفی (متوفی 1391ھ) ہیں۔

(12) صرف العنان عن مطاعن معاویۃ ابن ابی سفیان۔

اس کے مصنف شیخ القرآن مفتی فیض احمد اویسی (متوفی 1431ھ) ہیں۔

(13) دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ۔

اس کے مصنف استاذ العلماء عمدۃ المحققین حضرت العلام مولانا محمد علی بن غلام محمد نقشبندی حنفی (متوفی 1418ھ) ہیں۔

(14) سیدنا امیر معاویہ اہل حق کی نظر میں۔

اس کے مصنف علامہ سید محمد عرفان بن حافظ الحدیث سید جلال الدین شاہ مشہدی حنفی ہیں۔

(15) اسکاف الکلاب العاویہ بفضائل خال المومنین معاویۃ۔

اس کے مصنف ابو معاذ محمود بن امام ہیں۔

(16) معاویۃ بن ابی سفیان شخصیتہ وعصرہ الدولۃ السفیانیۃ۔

اس کے مصنف دکتور علی محمد صلابی ہیں۔

(17) من ھو معاویۃ۔

اس کے مصنف حضرت علامہ مولانا قاری محمد لقمان صاحب ہیں۔

(18) الافادات الرضویہ فی مدح الامیر معاویۃ۔

اس کے مؤلف محترم جناب ڈاکٹر حامد علی علیمی صاحب ہیں۔

اس کے علاوہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کثیر کتب لکھی گئی ہیں۔ چالیس کے قریب راقم الحروف کے پاس بھی موجود ہیں، اور اس فتوی کی تیاری میں ان میں سے بعض کتب سے استفادہ بھی کیا ہے بالخصوص ''من ھو معاویۃ'' سے۔ اللہ تعالیٰ علماء اہل سنت کی یہ کاوشیں قبول فرما کر انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت صحابہ کرام، تابعین اور علمائے سلف صالحین نے ان کی شان وعظمت بیان کی ہے۔ لہٰذا کسی

تاریخ کی کتاب پڑھ کر یا کسی ایسے مولوی یا پیر کی بات سن کر جو بغض معاویہ میں مبتلا ہو اپنا عقیدہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بنالینا بدبختی ہے۔ بغض امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعض افراد سے درج ذیل صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے جن سے آگاہ ہو کر مسلمانوں کا بچنا ضروری ہے۔

☆...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر واضح طور پر طعن کرنا۔ یہ رافضیوں کا وطیرہ رہا ہے اور رافضیوں کی صحبت میں رہنے والے بعض نام نہاد سنیوں میں بھی یہی بدعادت دیکھی گئی ہے۔

☆...... آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں اشارے کنایے سے اعتراضات کرنا جو کہ تفضیلی رافضیوں کا شیوہ ہے۔

☆...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنے، ان کا عرس منانے پر بعض لوگ بلاوجہ خارجیوں جیسے اعتراض کرتے ہیں جو کہ بغض معاویہ کی دلیل ہے۔

☆...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے کا یہ غلط مطلب نکال لینا کہ اس میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی توہین ہے۔ حالانکہ اہل سنت کے اکابرین کی کتب آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل سے مزین ہیں، تو کیا ایسوں کے نزدیک معاذ اللہ! یہ مطلب وہاں بھی نکالا جائے گا؟؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ کوئی بھی سچا عاشق رسول سنی کبھی بھی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا گستاخ نہیں ہوسکتا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت بیان کرنے میں یہ مقصد نہیں ہوتا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا درجہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے افضل یا برابر ہے بلکہ اس سے مقصود عقیدۂ حقہ اہل سنت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت کا اظہار اور ان ذوات قدسیہ سے بغض رکھنے والوں کی تردید ہوتا ہے۔

☆...... عوام الناس کو دھوکہ دہی سے یہ باور کروانا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق چودہ سو سال تک تمام علماء نے فقط سکوت کا حکم دیا ہے، کسی نے بھی ان کی شان وعظمت بیان نہیں کی۔ جس کا غلط ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو چکا۔

ہونا تو یہ چاہتے تھا کہ تمام اہل سنت کے علماء حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت بیان کرتے ،تا کہ رافضیوں کے عقائد ونظریات کی تردید ہو،لیکن افسوس بعض نام نہاد سنی صلح کلی مولوی رافضیت کو تقویت دینے کے لئے اپنے متعلقین کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت سے دور کر کے ان کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کررہے ہیں۔عوام اہل سنت کو چاہیے کہ ان بہروپیوں کو پہچانیں اور ان کے فتنوں سے دور رہیں۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے اور ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرمائے۔ اور ہمارے اسلاف کی طرح حب صحابہ واہل بیت پر ہمیں استقامت عطا فرمائے۔واللّٰہ ورسوله اعلم بالصواب۔

کتبہ: محمد سعید قادری

26رمضان المبارک،1439ھ

بمطابق 11جون 2018ء

☆☆☆☆☆

تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ......ایک تعارف

(خلیفہ تاج الشریعہ، نبیرہ صدر الشریعہ صاحبزادہ انتصار المصطفیٰ اعظمی نوری)

حضور تاج الشریعہ دام ظلہ علینا کی ولادت باسعادت ۲۶ر محرم الحرام ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲ر فروری ۱۹۴۳ء بروز منگل ہندوستان کے شہر بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں ہوئی۔

اسم گرامی: آپ کا اسم گرامی ''محمد اسماعیل رضا'' جبکہ عرفیت ''اختر رضا'' ہے۔آپ اختر تخلص استعمال فرماتے تھے۔ان کے القابات میں تاج الشریعہ، سلطان الفقہاء، جانشین مفتی اعظم، شیخ السلام والمسلمین زیادہ مشہور ہیں۔

شجرہ نسب: اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ تک آپ کا شجرہ نصب یوں ہے۔محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بن محمد ابراہیم رضا خاں قادری جیلانی بن محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی۔آپ ۵ر بھائی اور ۳ر بہنیں ہیں۔۲ر بھائی آپ سے بڑے ہیں۔ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں قادری اور تنویر رضا خاں قادری (آپ بچپن ہی سے جذب کی خرمفقود الخبر ہوگئے) اور ۲ر آپ سے چھوٹے ہیں۔ڈاکٹر قمر رضا خاں قادری اور مولانا منان رضا خاں قادری۔

تعلیم وتربیت: جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ دام ظلہ علینا کی عمر شریف جب ۴ر سال، ۴ر ماہ اور ۴ر دن ہوئی تو آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت ابراہیم رضا خاں جیلانی رضی اللہ عنہ نے تقریب بسم اللہ خوانی منعقد کی۔اس تقریب سعید میں ''یادگار اعلیٰ حضرت دالعلوم منظر الاسلام'' کے تمام طلبہ کو دعوت دی گئی۔رسم بسم اللہ نانا جان تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری نے ادا کرائی۔حضور تاج الشریعہ دام ظلہ علینا نے ''ناظرین قرآن کریم'' اپنی والدہ ماجدہ شہزادئ مفتی اعظم سے گھر پر ہی ختم کیا،اس کے بعد

بزرگوار نے ''دارالعلوم منظرالسلام'' میں داخل کرادیا ، درس نظامی کی تکمیل آپ نے منظرالسلام سے کی۔اس کے بعد ۱۹۶۳ء میں حضورتاج الشریعہ دام ظلہٗ علینا ''جامعۃ الازہر'' قاہرہ،مصرتشریف لے گئے ۔وہاں آپ نے ''کلیہ اصول الدین'' میں داخلہ لیااور مسلسل تین سال تک '' جامعۃ الازہر،مصر'' کے فن تفسیر وحدیث کے ماہراساتذہ سے اکتساب علم کیا۔تاج الشریعہ ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ میں جامعۃ الازہرسے فارغ ہوئے۔اپنی جماعت میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے پرآپ کواس وقت کے مصر کے صدر کرنل جمال عبدالناصر نے ''جامعہ ازہرایوارڈ'' پیش کیااور ساتھ ہی سند سے بھی نوازے گئے۔

(بحوالہ: مفتی اعظم ہنداوران کے خلفاء،صفحہ:۱۵۰،جلد:۱)

اساتذہ کرام: آپ کے اساتذہ کرام میں حضورمفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضاخان نوری بریلوی، ،بحرالعلوم حضرت مفتی سیدمحمد افضل حسین رضوی مونگیری، مفسراعظم ہندحضرت مفتی محمدابراہیم رضاجیلانی رضوی بریلوی،فضیلت الشیخ علامہ محمدسماحی،شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ ازہر قاہرہ، حضرت علامہ مولانا محمود عبدالغفار ، استاذالحدیث جامعہ ازہر قاہرہ، ریحان ملت،قائداعظم مولانا محمدریحان رضارحمانی رضوی بریلوی،استاذ الاساتذہ مولانا مفتی محمد احمدعرف جہانگیرخاں رضوی اعظمی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

(مفتی اعظم ہنداوران کے خلفاء،صفحہ:۱۵۰،جلد:۱)

ازدواجی زندگی: جانشین مفتی اعظم کاعقدمسنون حکیم الاسلام مولاناحسنین رضابریلوی رضی اللہ عنہ کی دخترنیک اختر کے ساتھ ۳/نومبر ۱۹۶۸ء/شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ بروز اتوار کومحلّہ کانکرٹولہ شہرکہنہ بریلی میں ہوا۔آپ کے ایک صاحبزادہ مخدوم گرامی مولاناعسجدرضاقادری بریلوی اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔

درس وتدریس: حضورتاج الشریعہ دام ظلہٗ علینا نے تدریس کی ابتدادارالعلوم منظرالاسلام سے ۱۹۶۷ء میں کی۔۱۹۷۸ء میں آپ دارالعلوم کے صدرالمدرس اوررضوی

دارالافتاء کے صدرمفتی کے عہدے پرفائز ہوئے۔درس وتدریس کا سلسلہ مسلسل بارہ سال جاری رہالیکن حضورتاج الشریعہ دام ظلہٗ علینا کی کثیرمصروفیات کے سبب یہ سلسلہ مستقل جاری نہیں رہ سکا۔لیکن پھربھی آپ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف میں ''تخصص فی الفقہ'' کے علمائے کرام کو''رسم المفتی ،اجلی الاعلام''اور''بخاری شریف'' کادرس دیتے رہے۔

بیعت وخلافت: حضورتاج الشریعہ کوبیعت وخلافت کاشرف سرکارمفتی اعظم سے حاصل ہے۔سرکارمفتی اعظم ہند نے بچپن ہی میں آپ کوبیعت کاشرف عطافرمادیاتھااور صرف ۱۹/سال کی عمر میں ۱۵/جنوری ۱۹۶۲ء/۱۳۸۱ھ کوتمام سلاسل کی خلافت واجازت سے نوازا۔علاوہ ازیں آپ کوخلیفہ اعلیٰ حضرت برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری،سیدالعلماءحضرت سیدشاہ آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی،احسن العلماءحضرت سیدحیدر حسن میاں برکاتی ،والد ماجدمفسراعظم علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں قادری سے بھی جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔(تجلیات تاج الشریعہ،صفحہ:۱۴۹،محمدحامدرضاخان)

عالم اسلام کی عظیم شخصیت حضورتاج الشریعہ علامہ اختررضاازہری میاں کاوصال:

بریلی شریف انڈیاسے موصولہ اطلاع کے مطابق 20 جولائی بروز جمعہ بوقت شام وارثِ علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری میاں (قاضی القضاۃ فی الہند) وصال فرماگئے۔اناللہ واناالیہ راجعون۔حضورتاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ علیل تھے۔آپ کاوصال اہلسنّت وجماعت کاعظیم نقصان ہے۔آپ عالمی سطح پرقائدکی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔آپ کاوصال مسلک حق اہلسنت کے ساتھ ساتھ خانوادہ اعلیٰحضرت احمدرضابریلوی رحمۃ اللہ علیہ کابھی بہت بڑانقصان ہے۔آپ کی تدفین بریلی شریف میں ہی ہوگی جبکہ تادم تحریرتدفین سے متعلق تفصیلات مہیانہ ہوسکیں ہیں۔آپ مجدددین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمدرضاخاں فاضل بریلوی کے نبیرہ اور حضورمفتی اعظم کے جانشین تھے۔قاضی القضاۃ فی الہند کے منصب پرفائزتھے۔آپ نے

دارالافتاء بریلوی شریف کی مسند سے کثیر فتاویٰ جاری فرمائے۔ بریلی میں عظیم اسلامی یونیورسٹی قائم کی۔ آپ کی نگرانی میں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف ایک عرصے سے اسلامیان ہند کی شرعی رہنمائی کے لیے متحرک ہے۔ عربی، اردو، انگریزی میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ درجنوں کتب اعلیٰ حضرت کو عربی میں ترجمہ کیا۔ نیز متعدد کتب کو عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ آپ عرب وعجم میں یکساں مقبول تھے۔ سلسلۂ قادریہ کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔ لاکھوں مریدین پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ تقویٰ واستقامت میں بےنظیر اور اپنی مثال آپ تھے۔

☆☆☆☆☆